بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

نگران ... عطاء اللہ کلیم
مدیر ... مغفور احمد
کتابت ... وسیم احمد

جنوری ۱۹۸۹ء — صلح ۱۳۶۸ ہش

یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے تمام لوگو! سن رکھو یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کیساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنیکا فکر رکھتا ہے نامراد رکھیگا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی۔...

... یاد رکھو! کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مریگی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مریگی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی۔ کہ عیسیٰ کا انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا، اور اب وہ بڑھے گا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵) ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۳

خُدا کی تقدیر جب تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی

آج سے چار سال قبل جنرل ضیاء الحق کو انتباہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے چار سال قبل اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۴ء بمقام مسجد مبارک ہالینڈ میں پاکستان میں احمدیوں پر بہیمانہ آرڈیننس کے ذریعہ ظلم وستم کا نشانہ بنانے والے آمر جنرل ضیاء الحق کو قبل از وقت تنبیہہ فرمائی جس سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوئے آخر ۱۷ر اگست ۱۹۸۸ء کو خدا تعالیٰ کی تقدیر نے اپنے خلیفہ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو حرف بہ حرف پورا کر دکھایا۔ یہاں ہم احباب کے ازدیادِ ایمان اور عوام الناس اور مستقبل کے حکمراں کی آگہی اور نصیحت کیلئے حضور اقدس کے خطبہ جمعہ سے وہ اقتباس پیش کرتے ہیں۔

"کوئی حیا نہیں رہی کہ وقت کے امام کے متعلق جسے خدا نے اپنے ہاتھوں سے قائم کیا ہے اس کے متعلق زبانیں کھلتی جا رہی ہیں اور کوئی کنارہ نہیں ان کی بے حیائی کا۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولا ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولا ہے لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا کوئی مولا نہیں۔ خدا کی قسم! جب ہمارا مولا ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ **خدا کی تقدیر جب تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی** تو تمہارے نام ونشان مٹا دیے جائینگے اور ہمیشہ دنیا تمہیں ذلت و رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام عاشق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہمیشہ روز بروز زیادہ سے زیادہ عزت اور محبت اور عشق کیساتھ یاد کیا جایا کرے گا انشاء اللہ۔

احبابِ جماعت کو جشن تشکر کا سال مبارک ہو

یہ سال جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے کا پیغام لیکر طلوع ہوا ہے، صد سالہ جشن تشکر کی خوشیاں اور ذمہ داریاں لے کر طلوع ہوا ہے۔ آئیں ہم سب ملکر ختم ہونے والے سال میں اپنی مساعی اور اعمال کا جائزہ لیں کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔ اسی طرح آنے والے سال کیلئے کیا تیاری کی۔ اس موقع پر پیارے آقا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے گذشتہ سال کے آغاز میں فرمایا تھا: "اس موقع پر ہر احمدی کو انفرادی طور پر بھی محاسبہ کرنا چاہیے کہ کن نیکیوں کو وہ اختیار کر سکتا تھا مگر نہیں کیا، کن بدیوں سے وہ غافل رہا۔ نظام جماعت میں اس کا کیا مقام ہے خدمت کے کن مواقعوں سے اس نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ کس حد تک تحریکات پر عمل کیا اور دعوت الی اللہ اور اولاد کی تربیت میں کامیاب رہا اور سب سے اہم یہ کہ کس حد تک ہم نے اپنے وقت کو ضائع کیا اور کس حد تک اپنے وقت کی بالارادہ قیمت وصول کرنیکی کوشش کی"۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار امیر جماعت مغربی جرمنی

قرآن کریم سے بھی مضمون واضح ہے کہ مباہلہ ہر فردِ بشر کو نہیں دیا جاتا

ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے

ماخوذ از خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل ، لندن

مرتبہ: عبدالسمیع

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا

"قرآن کریم سے بھی یہی مضمون واضح ہے کہ مباہلہ ہر فرد بشر کو نہیں دیا جاتا۔ مباہلے کا چیلنج بلکہ سربراہوں کو دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے لیڈروں کو دیا جاتا ہے تاکہ قوم اس سے عبرت پکڑے، اس لیئے خدا کی تقدیر کو اس قسم کا تماشا نہ بنائیں کہ گویا خدا کی تقدیر کی نکیل لوگوں کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ جس طرف مرضی اس اونٹ کو لیکر چل پڑیں، وہ ادھر ہی چلے گی۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کبھی بھی انسانوں کے تابع نہیں ہوا کرتی اپنے مخلص بندوں کے حق میں شفقت کے طور پر نرمی دکھاتی ہے اور آسمان سے نیچے اترتی ہے لیکن یہ کہنا کہ کوئی ایسا قانون ٹھوس بن جاتے جیسے تھمب THUMB رول ہوتا ہے کہ جدھر انگوٹھا دکھایا ادھر کو رخ چل پڑے گا۔ یہ بات درست نہیں ہے اس کی کئی وجوہات ہیں اول یہ کہ

مباہلہ کرنے والا

جو موقع پر موجود ہو اس کے اپنے نفس دل کی کیفیت بھی مباہلے پر اثر انداز ہوتی ہے وہ غریب ہو ان پڑھ ہو جو بھی ہو اگر اس کے دل میں تقویٰ کا معیار بلند ہے اور اس کے دل پر مخالف کی طرف سے ایسی چوٹ پڑی ہے کہ بے اختیار اس کی ایسی دل سے آہ نکلی ہے جو لازماً آسمان تک پہنچا کرتی ہے تو پھر ایسی صورت میں خواہ کوئی فرد قوم کا رہنما ہو یا نہ ہو جو ایسے شخص کے خدا کے غریب بندوں کے مقابل پر آتا ہے وہ ضرور رسوا اور ذلیل کیا جاتا ہے

وہ ضرور ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے

ایسے واقعات ہو بھی رہے ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس کی تفصیل انشاءاللہ محفوظ کی جارہی ہے اور جماعت کے سامنے اور باقی دنیا کے سامنے بھی رکھی جائیگی۔ پورے پتے دیکر واقعات کی تفصیل بیان کرکے دعاؤں کے ساتھ انشاءاللہ یہ ساری باتیں شائع کی جائینگی۔ تو ایسا ہو جاتا ہے لیکن یہ کہدینا کہ ہر جگہ جہاں کوئی شخص سمجھے یا نہ سمجھے تفاصیل سے آگاہ ہو یا نہ ہو آنکھیں بند کرکے چھلانگ لگا دے

اچھا میں نے مباھلہ مان لیا

مجھے ایک سال کے اندر اندر مار کے دکھاؤ اور آپ بے چین ہو ہو

کے دعائیں کریں کہ اے خدا اس کو مار دے ورنہ ہم گئے، یہ بچپن ہے، اس قسم کی طبیعت میں ہیجان پیدا کرکے ان سنجیدہ معاملات سے نپٹا نہیں جاتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کوئی ایسی بات کرتا ہے اس پر اول تو یہ بات کھولنی چاہیے کہ اس طرح تو خدا تعالیٰ نے آج تک کبھی ظاہر نہیں کیا کہ ہر فرد کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کی تقدیر ہو اور وہ اعلان کرتا پھرے، جس پر چاہے موت پھینکتا پھرے۔ ایسا نہیں ہوگا۔ کئی باتیں ہیں بعض دفعہ اندرونی طور پر ایک شخص کے اندر بعد میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما دیتا ہے

باوجود اس کے کہ وہ اعلان نہیں ہوا ہوتا، چنانچہ آتھم کے معاملہ میں یہی ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی بد زبانیوں کے نتیجہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھیں خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خبر ملی کہ یہ ایک سال کے اندر اندر ہاویہ میں گرایا جائیگا یا پندرہ ماہ کی مدت تھی شاید اس عرصہ میں پندرہ ماہ کی مدت میں ہاویہ میں گرایا جائیگا۔ اور وہ اندرونی طور پر ایک روحانی عذاب میں مبتلا رہا۔ لیکن اسکی ظاہری علامت کوئی ایسی نہ تھی جس سے دنیا بھی دیکھ سکتی۔ چنانچہ اسوقت تو اس نے کوئی زبان نہ کھولی لیکن جب سال گذر گیا تو اس کے حواریوں نے خصوصیت کیساتھ یہ اعلان شروع کیا کہ پندرہ ماہ کی مدت گذر گئی اور دیکھو مرزا صاحب جھوٹے نکلے اور کچھ بھی نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً یہ لکھا کہ اس سے پوچھو اور یہ اب حلف اٹھا دے کہ واقعی میں پندرہ ماہ کی مدت میں ہاویہ میں نہیں گرا رہا۔ ایک شدید روحانی عذاب میں مبتلا نہیں رہا تو پھر یہ اگر ایک سال کے اندر اندر ہلاک نہ ہو، چاہے پھر یہ معافی مانگے یا نہ مانگے پھر کوئی شرط نہیں ہے، پھر یہ تقدیر مبرم ہو جائیگی خدا کی کہ یہ لازماً ہلاک ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو پھر میں جھوٹا۔ جب اس کے باوجود اس نے یہ قسم نہ کھائی اور نہ اقرار کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر لکھا کہ دیکھو دنیا کو دھوکہ میں ڈال رہے ہو تمہیں پتہ ہے کہ تم ہاویہ میں گرائے گئے تھے اور تم اس بات کی تصدیق نہیں کر رہے ہو اس لیے میری دعا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ تم پر ظاہر ہو تا کہ دنیا کیلئے کوئی اشتباہ کی راہ باقی نہ رہے چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا اس مدت کے اندر اندر وہ ہلاک ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کئی طرح سے کام کرتی ہے کئی امور پر نظر رکھتی ہے بعض مباہلے کے چیلنج کرنیوالے ایک دم آنکھیں بند کرکے میدان میں چھلانگ لگا دیتے ہیں، اور بے چارے ہوتے معصوم ہیں۔ ایسے ہی ایک صاحب سے میرا رابطہ و واسطہ پڑا۔ ماریشس میں وہاں کسی بڑے مولوی نے مباہلہ قبول نہیں کیا اور ایک صاحب مولوی نہیں ہیں عام آدمی ہیں بے چارے ویسے تعلیم یافتہ ہیں انہوں نے مسجد میں آکر (ہماری مسجد میں) اعلان کر دیا کہ میں مباہلہ قبول کرتا ہوں اور کوئی شرط نہیں ہے بالکل منظور ہے۔ ان کے اس طریق سے میں سمجھا کہ آدمی کچھ شریف ہے بیچارہ اور دھوکے میں نہ مارا جائے جب میں نے ان کی جماعت کو کہا کہ آپ ان کو یہ میری طرف سے پیغام دے دیں کہ اگر انہوں نے اصرار کیا تو پھر میں تسلیم کرلوں گا۔ میں کوئی اس سے فرار نہیں کر رہا میں تو خود یہ چیلنج دے چکا ہوں۔ لیکن مجھے لگتا ہے وہ آدمی شریف ہے ناسمجھ ہے آپ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقت الوحی، پڑھ لیں اور لٹریچر کا مطالعہ کرلیں، کچھ سوال پوچھتے ہیں تو آپ آجائیں مسجد میں۔ چنانچہ یہ پیغام ان کو مل گیا۔ ایک شام کو مغرب کے بعد سوال و جواب کی مجلس میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے پے در پے سوال کرنے شروع کیے اور جماعت کے بعض دوستوں نے ان کو بٹھانے کی بھی کوشش کی، میں نے کہا ان کو بالکل نہیں بٹھانا آپ ان کو بولنے دیں چنانچہ رفتہ رفتہ وہ سوال کے جواب سے مطمئن ہونے لگ گئے۔ اور پھر کھڑے ہو کر یہ کہنے لگ گئے کہ ان لوگوں کو نہیں یہ جواب آتے میں تو ان سے پوچھا کرتا تھا یہ مجھے جواب ہی نہیں دیا کرتے تھے۔ آپ کے مربی نے یہ نہیں کیا، آپکے

فلاں نے یہ جواب دیدیا۔ غلط جواب دیدیا۔ یہ جواب مجھے دیا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے یہ غلط ہے۔ کہنے لگا دیکھا میں سچا تھا یہ لوگ غلط نکلے اور بڑی دلچسپ باتیں شروع کردیں اور ساری تفصیل سے اپنے گذشتہ تعلقات کا ذکر شروع کردیا۔ اتنے میں مجھے ایک چٹ موصول ہوئی کہ یہ صاحب وہی ہیں جنہوں نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرلیا تھا۔ اور حالت یہ ہوئی کہ کچھ دیر کے بعد دور سے اجازت لی کہ میں قریب نہ آکے بیٹھ جاؤں۔ میں نے کہا کہ ہاں ضرور تشریف لائیں اور ہر بات کی تائید کردی اور مباہلے کا جو چیلنج تھا اس کا تو کوئی وہم اور خواب و خیال بھی ان کے دماغ میں باقی نہیں رہا۔ پھر مجھ سے یہ وعدہ بھی لیا کہ میں خط لکھوں گا تو آپ مجھے جواب دیا کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں تک میرا علم ہے وہ احمدیت کے بہت ہی قریب آچکے تھے ایک ہی رات کی مجلس میں اور پھر دوسری رات بھی اپنے بعض دوسرے دوستوں کو لیکر تشریف لائے اور تمام وقت بڑے ادب کیساتھ اور خاموشی کیساتھ انہوں نے مجلس میں شمولیت کی اور جو کہ پہلے دن کئی سوال کرچکے تھے دوسرے دن پھر سوال نہیں کیے۔ تو پھر ایسے بھی لوگ ہیں۔ کوئی فجی میں پیدا ہو رہا ہے کوئی دنیا کے کسی کونے میں۔ کوئی انڈونیشیا میں کوئی افریقہ کے ممالک میں۔ بنیادی طور پر دیکھنا یہ ہے کہ لوگ شریر اور خبیث فطرت ہیں یا سعید فطرت اور انجان اور سادے لوگ ہیں، لاعلم ہیں بیچارے اور طبیعت میں ایک شرافت ہے جس کی وجہ سے جو کچھ جانتے ہیں اسکی راہ میں اس ایمان کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کرنے کے لیئے تیار رہتے ہیں، ایسے لوگوں کا مباہلے کے نتیجے میں ضائع ہو جانا یہ ہمارے لیئے فائدہ مند نہیں بلکہ نقصان دہ ہے کیونکہ یہ مستقبل کے احمدی ہیں، جن کو ہم اپنے ہاتھ سے ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ ہم کہنا چاہتے ہیں کہ آپ مزید غور کرلیں اور ہم درخواست کرتے ہیں کہ پورے غور کے بعد پھر فیصلہ کریں اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ تحریر دینے کیلئے تیار ہیں کہ اتنی مدت کے بعد اگر آپ نے پھر یہ فیصلہ کیا تو ہمیں منظور ہے یعنی ہم مباہلہ سے بھاگ نہیں رہے۔

جہاں تک چھوٹی سطح پر ایسی کوششوں کا تعلق ہے اسکی ایک مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جاپان سے ایک احمدی دوست نے یہ خط لکھا کہ یہاں ایک دوست ہیں ویسے بڑے شریف آدمی ہیں لیکن مباہلہ کے معاملے میں وہ ایسا بھڑکے ہیں کہ انہوں نے کہا بس۔ مجھے منظور ہے اور مجھے کسی شرط کی ضرورت نہیں، مجھ سے دستخط کرواؤ اور یہ لے جاؤ اور واپس بھیج دو۔ وہ کہتے ہیں چونکہ ویسے وہ شریف آدمی تھے، اخلاق کے اچھے تھے میں نے ان کو بہت سمجھانیکی کوشش کی۔ بار بار کہا میاں بس کرو مجھے پتہ ہے یہ معاملہ سنجیدہ ہے تم مارے جاؤ گے، تمہیں نقصان پہنچے گا انہوں نے کہا مجھے پتہ ہے جو میں نے کہا ہے میں تمہاری بات سننے کے لیئے بالکل تیار نہیں۔ کہتے ہیں میں پھر گیا، اس کا یہی جواب، آخر انہوں نے مجھے کہا کہ تم سال کے بعد بھی آؤ گے تو میرا یہی جواب ہوگا میں نے کہا کہ اچھا پھر تم بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو تمہارے نزدیک کیا نشان ہے سچائی کا انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک سچائی کا نشان یہ ہے کہ

ایک سال کے اندر اندر

میں مر جاؤں تو احمدیت سچی اور میں جھوٹا اس صورت میں وصیت کر جاونگا اپنی اولاد کے نام کہ وہ سارے احمدی ہو جائیں اور دوسرا یہ کہ میرا جو کاروبار ہے اچھا چل رہا ہے اسکو کوئی ایسا ناگہانی نقصان ہو (عام روزمرہ کا نقصان نہیں) جس سے مجھے پتہ لگے کہ ہاں یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی نشان ہے۔ تو اس احمدی نوجوان نے کہا کہ اچھا پھر جو تم کہتے ہو اسطرح منظور، ہم سمجھتے ہیں کہ آج کے بعد سے مباہلہ شروع۔

اس واقعہ کے دو ماہ کے اندر اندر اس کے گودام میں بہت بڑی چوری ہوئی جو جاپان کے اندر ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور ایک لاکھ ڈالرز سے زائد قیمتی قالینوں کا نقصان ہوگیا ہمیں اس کے نقصان پر ہمدردی ضرور ہے لیکن یہ وہ نشان تھا جو اس نے خود اپنے منہ سے طلب کیا تھا۔ اب وہ صاحب کیا ردعمل دکھاتے ہیں یہ ہے وہ اصل چیز جو فیصلہ کریگی کہ مباہلہ سودمند تھا کہ ایک شخص کا

زیاں ہو گیا۔ اس لیئے میں بار بار یہ توجہ دلاتا ہوں کہ ایسے نشانات انفرادی طور پر بھی خدا جگہ جگہ دکھا رہا ہے اور ہم انکو اکٹھا کر رہے ہیں لیکن اصل دعا پھر یہی ہونی چاہیے کہ اے خدا بالآخر ہم تجھ سے ہدایت کی التجا کرتے ہیں ان کے نتیجے میں ان سے لوگوں کو دلوں کی روشنی نصیب کر۔ اگر ظاہری کچھ نقصان ہو گیا ہے تو کم از کم دینی فائدہ ہی پہنچ جائے۔

ایسے لوگوں کو سمجھانے کے بعد اگر وہ انکار کرتے رہیں تو پھر جو شرطیں ہیں وہ ان سے باقاعدہ پھر منوانی چاہئیں کیونکہ مباہلہ اگر انفرادی طور پر بھی ہو تو یہ مقصد نہیں ہے کہ ایک شخص کو انفرادی طور پر خدا پکڑ لے اس کی مرضی ہے بعض دفعہ پکڑ بھی لیتا ہے۔ مباہلہ کا مقصد دوسروں کیلئے ہدایت ہے دوسروں کیلئے نشان میں گواہ بننا ہے اسلیئے ہم نے اس کی شرط رکھی ہوئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ شرط رکھا کرتے تھے کہ ایسے

مباہلہ کا اخبارات میں اعلان ہونا چاہیے

چنانچہ ایسے صاحب کو پھر کہنا چاہیئے کہ اس شرط کو پھر پورا کرو اور دوسرے یہ وضاحتاً اس سے طلب کرنی چاہیے کہ ان دو مباہلوں میں سے تم کونسا قبول کر رہے ہو۔ ایک مباہلے کا وہ چیلنج ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں دیا جو ہمیشہ کیلئے جاری چیلنج ہے اور اس کے لیئے میں نے بتایا تھا کہ ہم نمائندہ ہیں آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اور جو بھی جھوٹوں پر بلائیں پڑا کرتی ہیں ہم اس کیلئے اپنی جان پیش کرتے ہیں اگر نعوذ باللہ من ذالک ہم جھوٹے ہیں اس چیلنج میں یہ بھی ذکر ہے اس کتاب کو پڑھ لو اور وہ حقیقت الوحی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس لیئے اس شرط کو داخل فرمایا تاکہ اس کتاب کو دیکھ کر ایک آدمی جس کے اندر سعادت ہے اسکی آنکھیں کھل سکتی ہیں تو کھل جائیں اور خوامخواہ ضائع نہ ہو تو یہ شرط پیش کرنی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ آپ یہ کتاب پڑھ لیں اگر وہ انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ کتاب جھوٹی ہے مجھے پڑھنے کی ضرورت نہیں تو پھر اس کو کہیں یہ لکھو، پھر میں نے اس شرط کو پڑھا تھا میں اس شرط کو رد کرتا ہوں اور اسکو نہ پڑھنے کے باوجود اسے کو جھوٹا اور غلط مواد سمجھتے ہوئے پڑھنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا اور پھر میں قبول کرتا ہوں۔ پھر ان باتوں کا اعلان ہو جانا چاہیے تاکہ پھر دنیا گواہ بنے۔

ایک صاحب ہیں چنیوٹ کے مولوی۔ جو اپنی بدکلامی اور سفلہ پن میں اکثر مولویوں پر سبقت لے گئے ہیں اور جو بازاری مولوی کا تصور کسی انسان کے ذہن میں ہوتا ہے یہ اس تصور میں خوب پورا اترتے ہیں اور جگہ جگہ

عجیب و غریب قسم کے تماشے دکھا کر

اپنی فتح کے ڈھنڈورے خود پیٹنا یہ ان کا پرانا شیوہ ہے۔ مباہلے کے میدان میں یہ بڑی دیر سے اپنی دانست سے اترے ہوئے ہیں اور تقریباً ہر سال ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان جو دریا میں ان دو دریاؤں چناب دریا کی دو شاخوں کے درمیان ایک جزیرہ سا بنا ہوا ہے وہاں یہ اپنے چند مریدوں کو لیکر آتے ہیں اور اعلان کر دیتے ہیں کہ دیکھو مقابل پر وہ میرے نہیں آیا۔ اسی طرح امام جماعت احمدیہ جو پہلے ہوتے رہے ہیں حضرت خلیفۃ الثانی رضؓ حضرت خلیفۃ الثالثؒ ان کے متعلق اعلان کیا کرتے تھے وہ میرے مقابل پر نہیں آیا۔ اسلیئے وہ جھوٹا ہے اور بھاگ گیا ہے۔ پھر میرے متعلق یہ اعلان کرتے رہے۔ اب جب میں نے ان کو مباہلے کا چیلنج دیا ہے تو ایک دفعہ پھر یہ وہاں آئے اور یہی اعلان کیا اور ساتھ ہی دوغلے پن کا یہ حال ہے، ایک طرف یہ اعلان کرتے ہیں کہ مباہلہ قبول کرنے سے بھاگ گیا دوسری طرف سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ پہلے جو فوت ہوئے ہیں وہ ان کے مباہلہ کی دعا سے فوت ہوئے ہیں۔ بھاگنے کے باوجود نعوذ باللہ من ذالک ان کے نزدیک ذلیل و رسوا ہوئے اور جتنے سال بعد بھی وہ فوت ہوتے

وہ انہی کی دعا سے فوت ہوئے

اب خدا کی تقدیر نے اُن کو گھیر کر

ایک ایسی جگہ کھڑا کر دیا ہے جہاں سے کسی قیمت پر یہ اب نکل نہیں سکتے اور ان سے ایک ایسا اعلان کرا دیا ہے جیسا اعلان لیکھرام نے کیا تھا، اپنے زمانے میں۔ اور جب میں نے یہ اعلان پڑھا تو اسی وقت میں نے اطمینان کا سانس لیا کہ الحمدللہ ایسا شخص جو ہر جگہ فرار کی راہ ڈھونڈتا اور ادھر سے ادھر بھاگتا اور اپنے شیطانی کرتب دکھاتا ہے، خدا کی تقدیر نے آخر اس کو گھیر لیا ہے وہ اعلان انہوں نے یہ کیا ہے کہ اگلے سال ۱۵ ستمبر تک میں نہیں ہوں گا۔ قادیانی جماعت زندہ نہیں رہیگی۔

روزنامہ جنگ لندن ۲۱ اکتوبر ۸۸ء کو یہ خبر شائع ہوئی ہے

یہ اسی قسم کا اعلان ہے جیسے لیکھرام نے یہ اعلان کیا تھا کہ تین سال کے اندر اندر احمدیت دنیا سے تو نابود ہوتی ہی ہے، قادیان سے بھی نابود ہو جائے گی۔ اور کوئی نام لیوا مرزا غلام احمد کا باقی نہیں رہے گا۔ کسی سے پوچھیں گے تو ان کو خبر نہیں ہوگی کہ یہ کون کون سی باتیں کر رہے ہیں۔ جب میں نے لیکھرام کی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات دیکھی تھی تو مجھے سمجھ آئی بڑی وضاحت کے ساتھ کہ کیوں اس کے عرصہ امتحان کو لمبا کیا گیا تھا۔ تین سال کی بجائے

چھ سال کی پیشگوئی میں کیا حکمت تھی

اس لئے کہ وہ تین سال زندہ رہے اور اپنی ناکامی و رسوائی اور ذلت کو آنکھوں سے دیکھ لے اور جان لے کہ وہ جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ ہر ذلت اور رسوائی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے نتیجہ میں منظور احمد چنیوٹی صاحب کے ساتھ بھی خدا یہی سلوک کریگا کیونکہ جب تک خدا تعالیٰ واضح طور پر کسی بات کی خبر نہ دے محض ایک سابقہ واقعہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے قطعی نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے اور تقویٰ کے خلاف۔ لیکن یہ مجھے یقین ہے اور یہ آپ سب کو یقین ہے اس میں کوئی احمدی کا بھی اس یقین سے باہر نہیں کہ یہ مولوی لازماً اپنی ذلت و رسوائی کو پہنچنے والا ہے۔ کوئی دنیا کی طاقت اب اس کو اس ذلت و رسوائی سے بچا نہیں سکتی۔ جو خدا تعالیٰ مباہلے میں جھوٹ بولنے والے باغیوں کیلئے مقدر کر چکا ہے۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اثر سے اس کی پکڑ سے اب کوئی دنیا کی طاقت اسے بچا نہیں سکتی۔ پس انشاء اللہ ستمبر آئیگا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے، ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے ایک ملک ایسا نہیں، مولوی منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو دکھائی دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں احمدیت از سر نو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثرت کے ساتھ مردوں کو زندہ کر رہی ہے پس ایک وہ اعلان ہے جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا ایک یہ اعلان ہے جو میں آج آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ثابت ہو اور میں جھوٹا نکلوں۔ منظور چنیوٹی جن خیالات و عقائد کا قائل ہے وہ سچے ثابت ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو عقائد ہمیں عطا فرمائے ہوں آپ اور میں جن کے علمبردار ہوں یہ عقائد جھوٹے ثابت ہوں۔ اسلئے یہ شخص بڑی شوخیاں دکھاتا رہا اور جگہ جگہ بھاگتا رہا اب اس کے فرار کی کوئی راہ اس کے کام نہیں آئیگی اور خدا کی تقدیر اس کے فرار کی ہر راہ بند کر دے گی اور انکی ذلت و رسوائی دیکھنا آپ کے مقدر میں لکھا گیا ہے۔ ———— انشاء اللہ

ایک سنسنی خیز روحانی مقابلہ!

جس کا دور اکاون (۵۱) سال پر محیط ہے

کون جیتا
کون ہارا؟
حقائق کی زبان
بول رہی ہے

اُن دنوں علماء کے ایک گروہ کی طرف سے بکثرت ایسے اشتہار اور رسائل تقسیم ہو رہے ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ بانیٔ سلسلہ احمدیت حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی اور مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے درمیان ایک ایسا مباہلہ ہوا تھا جس میں مرزا صاحب کو شکست فاش ہوئی۔ ان مضامین اور اشتہارات میں جو نہایت ہی غلیظ زبان استعمال کی جا رہی ہے اس کا معاملہ تو ہم بحوالہ خدا کرتے ہیں۔ ہاں صرف نفسِ مضمون کو ان چند سطور میں زیرِ بحث لا رہے ہیں تاکہ ایک منصف مزاج قاری جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکے۔ ان اشتہارات اور مضامین کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس مباہلے کے اشتہار میں جھوٹے کے انجام کی جو صورتیں تجویز کی تھیں ان میں ایک صورت وبائی مرض ہیضہ کی بھی درج ہے۔ پس ان اشتہارات میں اس مرکزی نقطہ کو خوب ابھارنے کے بعد یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ چونکہ بقول ان کے، مرزا صاحب کی وفات وبائی مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر ہوئی اور وہ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے سچے ہونے اور مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر گئے۔

یہ بحث تو آگے آ رہی ہے کہ اس مباہلے کی نوعیت کیا تھی یہاں صرف اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ یہ دعویٰ ہی سراسر جھوٹا اور بے بنیاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ہیضہ کی وبائی مرض سے وفات پائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ الزام لگانے والوں کو یہ معمولی فرق بھی معلوم نہیں کہ اسہال اور ہیضہ دو مختلف بیماریوں کے نام ہیں۔ ہیضہ ایک انتہائی مہلک وبائی مرض ہے جو بڑی تیزی سے پھیلتا ہے اور یہ وبا اکثر برسات کے موسم میں پھوٹتی ہے۔ خشک گرمی کے زمانہ میں نہیں۔ اب تو اس پر بہت حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اسے ایک بہت بڑی آفت قرار دیا جاتا تھا اور حکومت کی طرف سے بڑی سختی سے انسدادی تدابیر پر عمل ہوتا تھا اور ہرگز کسی ہیضہ کے مریض کی نعش ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ خصوصاً ریلوے کے ذریعہ تو ایسے مریض کی نعش کسی دوسرے شہر منتقل کرنا محال تھا کیونکہ ریلوے حکّام اس وقت تک اس کی اجازت نہ دیتے تھے جب تک سول سرجن کا سرٹیفکیٹ وجہ وفات کی تعین نہ کرے اور ہیضہ یا اس قسم کی خطرناک وبائی امراض کا وجہِ وفات بننا خارج از امکان نہ ہو جاتے۔

اب یہ اللہ تعالیٰ کا عجب تصرّف ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا انتقال قادیان کی بجائے لاہور میں ہوا اور لاہور سے بٹالہ تک کا ساٹھ میل کا سفر بذریعہ ریل گاڑی کیا گیا۔ پس صرف یہی حقیقت اس ساری فرضی کہانی کو جھٹلانے کیلئے کافی ہے اور ثابت ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی وفات ہرگز ہیضہ کی وبائی مرض سے نہیں ہوئی۔ اب جو چاہے اِن من گھڑت قصوں پر

یقین کر کے ایک فرضی فتح کے ڈھول بجاتا رہے اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

آئیے اب ہم تاریخی شواہد کی روشنی میں اس مذکورہ مباہلہ کے خدوخال کا قدرے تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں تاکہ معلوم کر سکیں کہ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری میں سے کون سچا اور کون جھوٹا نکلا۔ صرف تقویٰ اور خدا خوفی شرط ہے۔ اگر انسان تعصب سے پاک ہو کر سچی نظر سے واقعات کا مطالعہ کرے تو حقیقت کو پالینا ہرگز مشکل نہیں۔ یہ جائزہ حسب ذیل تنقیحات کے مطابق کیا جا رہا ہے۔

۱۔ حضرت مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے درمیان مباہلہ کا پس منظر کیا ہے؟

۲۔ مباہلہ کی دعوت کس نے دی تھی اور کس نے قبول کی یا انکار کیا؟

۳۔ مباہلہ کی وہ کونسی شرائط تھیں جو فریقین کے درمیان واضح طور پر طے پا گئیں۔

۴۔ ان شرائط کی روشنی میں خدا تعالیٰ کی تقدیر نے کیا ظاہر فرمایا؟

مباہلہ کا تاریخی پس منظر

سب سے پہلے مباہلہ کا چیلنج حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصنیف "انجام آتھم" مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں دیا۔ (دیکھئے انجام آتھم روحانی خزائن۔) اس وقت حضرت مرزا صاحب کی عمر ۶۲ سال تھی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ۲۹ سال کی عمر کے جوان تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس وقت کے جن علماء کو خصوصیت سے چیلنج دیا ان کی فہرست بھی اسی اشتہار میں جو کتاب "انجام آتھم" کے ساتھ منسلک ہے شائع کی۔ اس فہرست کے گیارہویں نمبر پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا نام لکھا ہوا موجود ہے۔

اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب سالہا سال تک خاموش رہے۔ جب اس چیلنج کو تقریباً پانچ سال گزر گئے اور مولوی صاحب کے چیلنج نہ قبول کرنے پر مختلف احباب کی طرف سے ان پر دباؤ پڑنا شروع ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پہلی بار کسی تحریر میں اس دعوت کو قبول کرنے کا ذکر کیا۔ اس تحریر کا تذکرہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب "اعجاز احمدی" میں کیا ہے۔ جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریریں میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے"۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۱)۔

باوجود اس کے کہ اس وقت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری عمر میں حضرت مرزا صاحب سے ۳۳ سال چھوٹے تھے اور حضرت مرزا صاحب کی عمر اس وقت ۶۷ سال کی تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرتے ہوئے اسی کتاب میں اس چیلنج کو قبول کرنے کا اظہار فرمایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے"۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۸)

"مستعد ہوتے" کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی طرف سے اس شرط کا اثبات طلب کیا جا رہا تھا تاکہ وہ کھلم کھلا اس شرط کو عامۃ الناس کے سامنے پیش کر کے اس بات کی تصدیق کر دیں کہ ہاں یہ شرط میری طرف سے ہی تھی اور میں اس پر قائم ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو اس بات کا خدشہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری یہ شرط پیش کرنے کے بعد خود اس سے پھر جائیں گے۔ اسی لئے آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اسی کتاب میں یہ تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی، اب اسی پر قائم رہیں تو بات ہے" (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۲)

قارئین یاد رکھیں کہ یہ واقعہ ۱۹۰۲ء کا ہے اور یہ کتاب نومبر کے مہینے میں طبع ہوئی۔ اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک کتاب بعنوان "الہامات مرزا" شائع کی جس میں مرزا صاحب کے اس چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں، نہ آپ کی طرح نبی یا رسول، ابن اللہ یا الہامی ہے اس لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا"۔

اور مزید اس پر یہ اضافہ فرمایا:-

"میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے"۔

(رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۱۱۶ طبع ششم)

پس جہاں تک مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے پیش کردہ اس بیّنہ شرط کا تعلق تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو قطعی طور پر آپ اس شرط سے پھر گئے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا یہ عندیہ سچا ثابت ہوا کہ — "اب اسی پر قائم رہیں تو بات ہے"۔ قارئین یاد رکھیں کہ اس وقت مرزا صاحب کی عمر ۶۷ سال کی تھی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ابھی ۳۴ سال کے تھے۔

اس واقعہ پر مزید پانچ سال کا عرصہ گزر گیا مگر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی طرف سے قبولیت یا عدم قبولیت کے بارہ میں مزید کچھ شائع نہ کیا گیا۔ لیکن ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو ایک دفعہ پھر اپنے اخبار "اہلحدیث" میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ کی بات کی اور حسب ذیل الفاظ میں حضرت مرزا صاحب اور آپ کے ماننے والوں کو چیلنج دیا:-

"مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ... ...اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلے کیلئے دعوت دی ہوئی ہے"۔

(اخبار "اہلحدیث" ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء)

رسالہ انجام آتھم تو ۱۸۹۷ء میں طبع ہوا تھا۔ ۱۸۹۷ء کی تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کو دس سال بعد یاد آئی۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کیوں دس سال اس سے گریز کیا؟ جس وقت چیلنج دیا گیا اس وقت تو خاموشی اختیار کی گئی لیکن اس چیلنج کے حوالے سے دس سال بعد اسے قبول کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ بہرحال مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے دس سال بعد ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو بالآخر اس چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان فرما دیا۔ لیکن ساتھ یہ شرط رکھ دی جس طرح آج کل کے علماء شرط رکھ رہے ہیں کہ: "انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ "انجام آتھم" میں مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے" (اہلحدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء) معلوم ہوتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اس خیال سے دس سال کے بعد مباہلہ قبول کیا کہ

آخر اِس کی وجہ کیا ہے؟

چونکہ مرزا صاحب بہت معمر ہو چکے ہیں اور صحت بھی خراب ہے اس لیے اس خوف سے شاید یہ میرا مباہلہ کا چیلنج رد کر دیں گے۔ لیکن ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ مباہلہ تو اللہ تعالیٰ کی منشاء پر اور اس کے توکل پر کیا جاتا ہے نہ کہ عمروں کے تخمینے لگا کر، پس یقیناً ان کو سخت حیرت ہوئی ہو گی جب حضرت مرزا صاحب نے بلا تردّد اور بلا تاخیر ان کے مباہلہ کی دعوت منظور کرنے کا اعلان فرمایا۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ جواب نہیں دیا کہ اب تمہارا دس سال کے بعد چیلنج قبول کرنا لغو ہے جبکہ میں اپنی طبعی وفات کی عمر کے قریب تر ہو چکا ہوں۔ بلکہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی دعوت مباہلہ کے جواب میں اخبار "بدر" میں اس چیلنج کی منظوری کا اعلان شائع کیا۔ اور پھر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا جو دراصل اس سارے

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

مقابلہ میں انتہائی فیصلہ کن اشتہار ہے ، اور کوئی سعید فطرت سچائی کا طالب انسان اس اشتہار اور اس کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کے ردعمل کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔

حضرت مرزا صاحب نے اس اشتہار میں مولوی ثناءاللہ صاحب کی اسی شرط کو قبول کرتے ہوئے جسکا ذکر پہلے گزر چکا ہے دعا کی کہ اے خدا سچے کی زندگی میں جھوٹے کو ہلاک کر دے لیکن چونکہ مباہلہ یکطرفہ دعا سے قائم نہیں ہوتا بلکہ فریق ثانی کا اس شرط کو قبول کرنا بھی مباہلہ کا ایک جزو ہے۔ اس لیے حضرت مرزا صاحب نے اس دوسری شرط کو مکمل کرنیکی خاطر اسی اشتہار میں دو مطالبے کیے کہ :

اول : اس اشتہار کو اپنے اخبار "اہلحدیث" میں شائع کر دیں۔

دوم : جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں (یعنی اپنی شرطیں اس کے نیچے واضح طور پر لکھ دیں)

اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اب یہ روحانی مقابلہ ایک انتہائی اہم فیصلہ کن دور میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنی طرف سے باوجود عمر میں بہت بڑا ہونے کے ایک دفعہ پھر اس بات پر آمادگی کا اظہار کر دیتے ہیں کہ یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہلاک کر دے، لیکن فریق ثانی کو ساتھ ہی یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اس کے جواب میں اپنی طرف سے جو شرطیں عائد کرنا چاہتا ہے اپنے اخبار میں چھپوا دے اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مولوی ثناءاللہ صاحب نے دعا کے ان الفاظ پر صاد کرتے ہوئے اس تحریر کو شائع کر کے اس کے نیچے، منظوری کے دستخط فرما دیے اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مل کر یہی دعا کی کہ اے خدا جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دیدے یا اس کے سوا کوئی اور تجویز پیش کی۔

پس اب آخری فیصلہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے اس ردعمل پر ہونا تھا جو اس تحریر کے بعد انہوں نے دکھایا۔ آئیے اب ہم دیکھیں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب نے اس اشتہار کو شائع کرنیکے بعد اس کے نیچے کیا الفاظ تحریر فرمائے۔ حضرت مرزا صاحب کے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار کے جواب میں مولوی ثناءاللہ صاحب نے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ کے اخبار اہلحدیث میں اس اشتہار کو شائع، کر کے اس کے نیچے یہ تحریر لکھی جو آج کل کے علماء انصاف اور دیانت کا خون کر کے مسلمان عوام الناس سے چھپا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ تحریر مرزا صاحب کی اس دعوت کے جواب میں تھی کہ اس اشتہار کو "اہلحدیث" میں شائع فرما کر جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اس لحاظ سے اسی نیچے لکھی ہوئی تحریر کو مباہلے میں ایک بہت بڑی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب اس اشتہار کے نیچے لکھتے ہیں :-

" اول اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا"۔

گویا مباہلے کی اس دعا میں جو مرزا صاحب نے تو کر دی تھی فریق ثانی بننا منظور نہیں کیا، بلکہ اس بات پر ناراضگی کا اظہار

کیا آپ نے یوم تاسیس ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کیلئے اپنے کام سے رخصت لے لی ہے!

یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں!

کیا کہ منظوری کے بغیر کیوں ایسی دعا کی گئی پھر اسی تحریر کے نیچے آپ نے حسب ذیل عبارت لکھی "تمہاری یہ تحریر کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی"۔ نیز لکھا:۔

"اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے"

(اخبار "اہلحدیث" ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی پر بس نہیں بلکہ اسی اخبار میں حاشیہ میں نائب ایڈیٹر صاحب کی طرف سے حسب ذیل عبارت درج کی گئی جس کی بعد ازاں مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی تصدیق کی کہ:۔

"خدا تعالیٰ جھوٹے، دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں"

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ ہی کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے"۔

(اخبار اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

پس جہاں تک حضرت مرزا صاحب کی دعائے مباہلہ المشتہر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا تعلق ہے اس شرط کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے فریق ثانی بننے سے صاف انکار کر دیا اور اس کے برعکس یہ موقف اختیار کیا کہ جھوٹے کو سچے کے مقابل پر زیادہ مہلت اور لمبی عمر عطا ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحب کے وصال تک بغیر کسی تبدیلی کے مولوی ثناء اللہ صاحب اسی موقف پر قائم رہے بلکہ اور بھی زیادہ سخت الفاظ میں اس کی توثیق کی۔ چنانچہ اپنے رسالہ "مرقع قادیانی" اگست ۱۹۰۷ء میں حسب ذیل عبارت شائع کر کے اپنے جھوٹا ہونے پر ہمیشہ کیلئے خود اپنے ہاتھ سے مہر تصدیق ثبت کر گئے۔

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوتے، مسیلمہ باوجود کاذب ہوتے کے صادق سے پیچھے مرا ...... مگر آخر کار چونکہ بے نیل مرام مرا اس لیئے دعا کی صحت میں شک نہیں"۔

(مرقع قادیانی اگست ۱۹۰۷ء)

اب بتائیں کیا خدا کا خوف رکھنے والا سچائی کا طالب کوئی بھی انسان مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس تحریر کے بعد ایک لمحہ کیلئے بھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی دعوت مباہلہ المشتہر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اسی طرح قبول کر لیا تھا یا اس بات میں ادنیٰ بھی شک کر سکتا ہے کہ اس اشتہار میں درج شدہ تجویز کے مطابق کہ اب آپ جو چاہیں اپنا موقف تحریر کر دیں دراصل اس بات پر مباہلہ کی منظوری دی کہ سچا، جھوٹے کی زندگی میں مرے گا نہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں۔

جہاں تک حضرت مرزا صاحب کا تعلق ہے آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی اس تجویز کو آخر تک رد نہیں کیا۔ مزید برآں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہ واضح کر دیا کہ جھوٹا نہ صرف یہ کہ سچے کے بعد زندہ رہے بلکہ بے نیل مرام اس دنیا سے رخصت ہو۔ پہلی شرط کا پورا ہونا تو بالکل واضح ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کی دوسری شرط بھی ان کے حق میں پوری ہوتی یا نہیں چنانچہ اس دوسری شرط کے متعلق حسب ذیل حوالہ جات قابل غور ہیں ۔ اخبار "الاعتصام" ۱۵ جون ۱۹۶۲ء صفحہ ۱۰ پر لکھتا ہے:

"اگست ۱۹۴۷ میں امرتسر نہایت قیامت صغریٰ کا نمونہ پیش کر رہا تھا فسادات کے ہلاکت خیز طوفانوں نے مولانا کی اقامت گاہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ہر چند کہ وہ اپنے دیگر عزیزوں کے ہمراہ سلامتی سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا جوان اکلوتا بیٹا جس بری طرح سے ذبح کیا گیا اس نے ان کے قلب و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا"۔

مولوی عبدالمجید صاحب سوہدروی سوانح نگار مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی کتاب سیرتِ ثنائی مطبوعہ مقبول عام پریس لاہور لکھتے ہیں۔

"آپ کا مکان کو چھوڑنا ہی تھا کہ بدمعاش لٹیرے جو اسی انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے ٹوٹ پڑے اور تمام سامان نقدی زیورات وغیرہ لوٹ کر لے گئے۔ اور اس لوٹ کھسوٹ کے بعد مکان کو بھی نذر آتش کر دیا۔ لٹیروں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزار ہا روپے کی نایاب کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیں۔ کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔ یہ کتابیں حضرت کا سرمایۂ زندگی تھیں اور ان میں بعض تو اسقدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا"

یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت میں آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمات تھے ایک فرزند کی اچانک شہادت اور دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی۔ چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لیکر رہے"۔

یہ حالات بڑے دردناک ہیں اور ہمیں اس نہایت دردناک انجام پر ہرگز خوشی نہیں بلکہ فی الحقیقت دلی ہمدردی ہے۔ لیکن افسوس کہ مولانا کی خود اپنی زبان سے مانگی ہوئی یہ وہ تقدیر تھی جس نے بہرحال پورا ہونا تھا۔ کیا بے نیلِ مرام موت کا نقشہ اس سے بہتر الفاظ میں کھینچا جا سکتا ہے۔

یہ تو تھی اس تاریخی مباہلہ کی حقیقت اور اس کا انجام اب ہم ذرا حال کی طرف لوٹتے ہوئے اس امر کی بھی چھان بین کریں کہ آخر کیوں ان دنوں علماء اس قدر جوش و خروش سے مسلمان عوام الناس کے سامنے اس پرانے تاریخی مباہلہ کے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں آخر زمانہ حال کا وہ کون سا واقعہ ہے جس سے شدید خائف اور ہراساں ہو کر وہ سو سالہ پرانے اس مذکورہ مباہلہ کی چاردیواری میں قلعہ بند ہونیکی کوشش کر رہے ہیں۔

علمائے عصر حاضر

کی طرف سے

مولوی ثناء اللہ صاحب والے مبینہ

مباہلہ کی تشہیر کا پس منظر

دس جون ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اُن علمائے دورِ حاضر کو جو احمدیت کے معاندین اور حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا اور مفتری قرار دینے والوں میں سرفہرست ہیں اور تکذیب کرنیوالے گروہ کے لیڈروں میں ان کا شمار ہوتا ہے ایک تاریخی اہمیت کے مباہلہ کا چیلنج دیا جس کی تفصیل دہرانے کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصراً اتنا بیان کرنا کافی ہوگا کہ اس چیلنج کے ذریعہ آپ نے احمدیت کے چوٹی کے دشمنوں کو متوجہ کیا کہ آپ لوگ بڑی کثرت کیساتھ احمدیت کے متعلق یہ یہ جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے چلے جا رہے ہیں، اور احمدیت پر یہ الزام لگا رہے ہیں۔ میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ اس تحریر کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ اگر آپ ان الزامات میں سچے ہیں اور خدا کا خوف رکھتے ہیں تو بلا تردّد آگے بڑھیں اور میرے ساتھ مباہلہ کی اس دعا میں شامل ہو جائیں کہ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اس مباہلہ کی دعوت میں بعض احمدیت کے چوٹی کے معاندین کا اور بعض مخالف اخبارات کے ایڈیٹروں کا نام بنام

ذکر کیا گیا۔ اور معاندین کے سرفہرست اُس وقت کے صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب کا نام لکھا۔ مزید برآں جھوٹے الزامات کی جو فہرست پیش کی اس میں یہ الزام بھی بطور خاص درج کیا کہ نام نہاد مولانا اسلم قریشی کو مرزا طاہر احمد اور جماعت احمدیہ نے قتل کروایا ہے۔

۱۰ جون ۱۹۸۸ء کے اس اعلان کے بعد علماء نے جس طرح اس پر ردعمل کا اظہار کیا ہے اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان کے اعلانات چھپتے رہتے ہیں اور عامۃ الناس ان سے خوب باخبر ہیں۔ لیکن دو نہایت اہم امور کا تعلق چونکہ علماء کی تازہ مہم سے ہے اس لئے ان کا ذکر ضروری ہے۔ مباہلہ کے چیلنج کے ایک ماہ بعد بینہٖ طور پر مرزا طاہر احمد صاحب اور جماعت احمدیہ کے کشتہ ستم مقتول اسلم قریشی صاحب زندہ سلامت برآمد ہو گئے اور پاکستان کے طول و عرض میں عوام الناس پر یہ بات روشن ہو گئی کہ کم ازکم اس الزام میں تو مولوی قطعی طور پر جھوٹے نکلے۔

اس سے شدید بوکھلا کر عوام الناس کی سوچوں کا رخ پلٹنے کی خاطر علماء نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری والے مباہلے کا اپنے انداز میں ذکر کر کے اپنی بوکھلاہٹ پر پردہ ڈالنے کی کوشش شروع کی، لیکن ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کیطرف سے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ اگر جنرل ضیاء الحق صاحب کھلے لفظوں میں مباہلے کی قبولیت کا اعلان نہ بھی کریں تو بھی ان کی خاموشی اس صورت میں قبولیت کے اعلان کے مترادف سمجھی جائیگی کہ وہ احمدیوں کے ساتھ ظلم و ستم کا سلوک روا رکھنے کی کاروائی کو جاری رکھیں اور اس سے توبہ نہ کریں۔

(دیکھئے خطبہ جمعہ یکم جولائی ۱۹۸۸ء)

کچھ عرصہ انتظار کے بعد جب پاکستان میں دوسری باتوں کے علاوہ محض مباہلہ کے اشتہار تقسیم کرنیکے نتیجہ میں ہی ضیاء صاحب کی حکومت نے کثرت سے مظالم شروع کئے اور سینکڑوں احمدیوں کو اس جرم میں پکڑ کر ان پر مقدمات کئے گئے اور جیلوں میں ٹھونسا گیا تو بالآخر ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کے خطبہ جمعہ میں امام جماعت احمدیہ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ چونکہ جنرل ضیاء صاحب نے اپنے عمل کے ذریعہ اس مباہلہ کو قبول کر لیا ہے اور ظلم سے باز آنے کی بجائے اس میں آگے بڑھ گئے ہیں اس لئے اب وہ خدا تعالیٰ کی پکڑ سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے اور مباہلہ کے نتائج ان کے متعلق لازماً ظاہر ہوں گے۔

۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کے اس خطبہ جمعہ کے چند روز بعد ہی جنرل ضیاء الحق اپنے بعض فوجی رفقاء کار اور یہودی امریکن سفیر اور پاکستان میں سی آئی اے کے امریکی نمائندہ سمیت ایک ہولناک ہوائی حادثے کا شکار ہو کر لقمہ اجل بنے۔

اوپر تلے ان دو واقعات کے ظاہر ہونے کے نتیجے میں احمدیت کے مخالف علماء میں سراسیمگی پھیل گئی اور اپنی خفت مٹانے کیلئے اور عوام کی توجہ دوسری طرف مبذول کروانیکی خاطر پہلے سے زیادہ جوش وخروش سے انہوں نے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے درمیان مبینہ مباہلہ کی تشہیر شروع کر دی۔

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کا چودھواں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جرمنی کے چودھویں جلسہ سالانہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ مئی ۱۹۸۹ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ یہ جلسہ سالانہ صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات میں سب سے اہم خصوصی و تاریخی اہمیت کا حامل ہوگا اس لئے تمام احمدی مرد و زن ابھی سے اس میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں۔ جو احمدی احباب و مستورات اس تاریخی جلسہ میں ڈیوٹی دینے کے خواہش مند ہوں وہ اپنے اسماء سے دفتر جلسہ سالانہ کو آگاہ فرمائیں۔

(محمد شریف خالد، افسر جلسہ سالانہ مغربی جرمنی)

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کے نام

جناب طاہر القادری صاحب! گذشتہ دنوں اخبارات میں آپ کی اشتہاری بیان بازیاں پڑھکر آپ کے بارہ میں طبیعت پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ پہلے خیال تھا کہ آپ تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کے عالم ہیں اسی لیئے آپ کو ٹی وی، ریڈیو وغیرہ پر ابھارا جارہا ہے لیکن ان اشتہاری بیانوں میں آپ نے جو اپنے اعجازی کرتب گنوائے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی محض ایک تماشہ بین مولوی نما پیر ہیں۔ ساری تعلیم آپ نے اپنی گنوادی اور بے وجہ پروفیسر کہلوائے۔ سرکس کے پروفیسر ہوتے تو اور بات تھی لیکن کالج کے پروفیسروں پر یہ شعبدہ بازی کی ترنگ زیب نہیں دیتی آپ کے بعض سابقہ طالب علم جو آپ سے بڑے متاثر تھے ان کا تو اب پروفیسری سے ایمان ہی اٹھ گیا ہے جن احمدی نوجوانوں کو آپ نے متاثر کرنیکی کوشش کی ہے آپ کی تعلیوں کے بعد انہیں جو رہی سہی آپ پر حسن ظنی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ مباہلے کا یہ فائدہ تو بہرحال ان کو پہنچ گیا ہے۔

آپ کا دعویٰ ہے کہ آپکی دعا میں اتنی قوت اور اعجاز ہے کہ اگر کوئی ساتھ بیٹھ کر دعا کرے تو یا تو وہ اپنا مذہب چھوڑ دیگا یا راتوں رات مرجائیگا۔ دوسرا آپ نے یہ لکھا ہے کہ آپ کے پیر صاحب کی یہ طاقت تھی کہ ان کا قلم دعا کے نتیجہ میں خود بخود چل سکتا تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ میں بھی اگر کوئی روحانی قوت ہے تو پوری تفسیر اپنے قلم سے کہہ کر لکھوا کر دکھا دیں۔ آپ کے اور آپ کے پیر صاحب کے مرتبے میں بڑا فرق ہوگا اس لیئے آپ یہاں تشریف لائیں، میں اقرار صالح کرتا ہوں کہ پورے قرآن کی تفسیر تو الگ رہی صرف آپ کا قلم اکیلا چلے اور سورۃ فاتحہ ہی لکھدے تو اسی پر میں حاضر ہوں کہ اپنی شکست کا اور آپکی امامت اور صداقت کا اعلان کردوں، میں یہ بھی کوشش کرونگا کہ باقاعدہ ٹی وی اور سائنس والوں کی ٹیمیں تیار ہوں جو اس معجزہ کی گواہ ٹھہریں اور ٹیلی وژن پر بھی یہ پروگرام دکھایا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر لاکھوں بندگان خدا اسلام قبول کریں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو آپ کے سجدے کے قریب ہو صرف اسی پر آپ کے مباہلے کا اثر پڑ سکتا ہے تو مجھے مباہلہ کی یہ صورت بھی منظور ہے، شرط یہ ہے کہ شرارت نہیں ہونی چاہیے۔ آپ بھی یہاں حکومت کو درخواست دیدیں، میں بھی دیدیتا ہوں کہ کسی جگہ حکومت اپنے انتظام میں ہم دونوں کے اکٹھے سجدے کا انتظام کردے یا یہاں کی حکومت کا اگر آپ کو اعتبار نہیں تو افریقن ممالک میں کہیں یہ انتظام ہو سکتا ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں خود اس سلسلہ میں ساری محنت کروں گا تاکہ ایک دفعہ دنیا پر ثابت ہوجائے کہ کس کا سجدہ مقبول ہے اور کس کا مردود۔ امید ہے کہ آپ اپنے اس چیلنج سے بھاگیں گے نہیں۔ اس کا دوہرا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر آپ سچے نکلے تو عیسائی دنیا میں کروڑوں لوگوں کو اسلام کی حقانیت کا پتہ لگ جائیگا اور آپ کی عظمت کا بھی پتہ چل جائیگا کہ آپ میں کیسی کیسی عظیم روحانی طاقتیں موجود ہیں۔ اگر دور تک اثر رکھنے والی دعا کا مقابلہ کرنا ہے تو میں اس کیلئے بھی حاضر ہوں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت پر مباہلہ ہوجائے۔ میں بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتا ہوں اور آپ بھی کہیں۔ میں بھی ابتہال کرتا ہوں آپ بھی کریں، میں بھی اپنے بیوی بچوں کو ساتھ شامل کرتا ہوں آپ بھی کریں اور قدرت خداوندی کا تماشہ دیکھیں۔

خاکسار، محمد لطیف شاکر۔

5, Crealock Street, London, S.W. 18.

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کے

کھلے خط میں پوشیدہ مغالطے

پروفیسر حافظ مظفر احمد

علامہ طاہر القادری صاحب کی طرف سے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کے نام ایک کھلا خط اخبارات میں شائع ہوا ہے اور ایک ٹریک کی شکل میں گردش میں ہے۔ کھلے خطوط میں خطاب بالعموم مکتوب الیہ سے زیادہ عوام الناس اور قارئین سے ہوتا ہے اور مقصد عوام کی توجہ اور مقبولیت حاصل کرنا ہوتا ہے علامہ موصوف نے بھی غالباً اس خیال سے کہ عوام الناس ہی اس کو پڑھیں گے اپنے خط میں درج کردہ حوالہ جات کی صحت اور ثقاہت پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ حوالہ جات کے درج کرنے میں ایسی کتر و بیونت ہوئی ہے جسے محض سہو سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ موصوف کچھ عرصہ سے پاکستان کے علمی حلقوں میں روشناس ہو کر نمایاں ہوئے ہیں اور ان کے منقولی اور تدریسی علم کی وسعت کا جس قدر چرچا ہے اس کے پیش نظر کسی تسامح یا علمی فروگزاشت کی توقع ان سے نہیں کی جا سکتی۔ اپنے اس مکتوب میں ہم چند ایسی ہی باتوں کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں جو پروفیسر صاحب کے علمی مقام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اور جن سے پروفیسر موصوف کے حسن نیت کے بارے میں کوئی خوشگوار تاثر قائم نہیں ہوتا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ علمائے دین کیلئے علم و مذہب کے میدان میں ادب پہلا قرینہ ہے۔ موصوف ایک غیر متعصب اور معتدل عالم دین ہونے کا تاثر دینا چاہتے ہیں لیکن اپنے مکتوب کے آغاز میں ہی ادب و اخلاق کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ اور وہ اپنے زور تحریر میں لا تنابزو بالالقاب (سورۃ حجرات) کے قرآنی حکم کو فراموش کر بیٹھے ہیں اور جماعت احمدیہ کو "مرزائیہ" کے نام سے یاد کیا ہے اور "من عبادہ العلماء" کا دعویٰ رکھنے کے باوجود خشیت وخوف کا پاس نہیں کیا۔

جہاں تک کھلے خط کے نفس مضمون کا تعلق ہے علامہ موصوف نے تعالَوا کے معنی کرتے ہوئے تفاسیر کے حوالے سے جو استدلال کیا ہے وہ استدلال تو محل نظر ہے ہی مگر حوالہ جات کی کتر و بیونت اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔ تفسیر روح المعانی کا حوالہ علامہ نے پورا درج نہیں کیا اور اس کا جو حصہ علامہ کے موقف کے امکانی طور پر نفی کر سکتا تھا اس کو حذف کر دیا ہے۔ مثلاً علامہ نے روح المعانی کے حوالہ سے تعالَوا کے معنی بیان کرتے ہوئے صرف یہ ادھورا فقرہ نقل کر دیا کہ " اَصلہٗ طلب الاقبال" حالانکہ روح المعانی کی پوری عبارت تعالَوا کی تفسیر میں یوں ہے:۔

"اقبلوا بالرائ والعزیمۃ واَصلہٗ طلب الاقبال"

(روح المعانی جز ثالث مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۶)۔ یعنی اس جگہ تعالَوا میں رائے اور عزم و ارادہ کا مطالبہ ہے ذہنی آمادگی اور توجہ

چاہا گیا ہے۔

پروفیسر موصوف نے "بالرائی والعزیمۃ" کے الفاظ کیا عمداً اس لئے چھوڑ دیے کہ اس سے جماعت احمدیہ کے اس موقف کی تائید ہوتی ہے کہ تعالوا کلمۂ دعوت ہے اور ذہنی آمادگی اور تیاری کے اظہار کیلئے استعمال ہوتا ہے علامہ موصوف کی نظر سے کشاف مدارک التنزیل تفسیر خازن اور تفسیر قاسمی پوشیدہ نہیں ہوں گی۔ اور ہم علامہ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ یہ تفاسیر نہ صرف ان کی نظر سے گزری ہوں گی بلکہ باقاعدہ ان کے زیر مطالعہ رہتی ہوں گی، اگر نہیں بھی گزریں تو اس موضوع پر قلم اٹھانے سے پہلے تحقیق کے نقطہ نظر سے جملہ تفاسیر کو ایک نظر سے دیکھ لینا تحقیق کا کم ازکم تقاضا تھا اور علامہ کیلئے لازم تھا کہ وہ اپنے قارئین کو اعتماد میں لیتے اور ان کے مکمل حوالے بھی قارئین کے سامنے پیش کرتے اور اگر ان تمام مفسرین سے علامہ کو علمی اختلاف تھا تو اس کا ذکر فرماتے اور دلائل کے زور سے اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرتے اور ان بزرگان سلف کی مذعومہ غلطی عوام پر واضح کرتے لیکن تفسیر روح المعانی کا ادھورا حوالہ درج کرکے یہ تاثر دینا کہ گویا اہل علم کی یہی رائے ہے اور دوسرا نقطہ نظر موجود ہی نہیں علمی دیانت کے تقاضوں کے منافی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

ا۔ تعالوا ھلموا والمراد المجیٔ بالرائی والعزم کما نقول تعال نفکر فی ھذہ المسئلہ۔

کہ تعالوا کے معنی ہیں آؤ اور مراد رائے اور ارادہ کے لحاظ سے آنا ہے جس طرح ہم کہیں کہ آؤ ہم اس مسئلہ پر غور وفکر کریں۔ (تفسیر کشاف جزاول صفحہ ۴۷، مطبوعہ مصر ۳۴۲ سنہ ھ)

ب۔ تفسیر مدارک میں علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی (۷۰۱ھ) فرماتے ہیں:-

تعالوا۔ ھلموا والمراد المجیٔ بالعزم والرائی

(مدارک التنزیل جزاول صفحہ ۱۲۵ مطبع حسینیہ مصر ۱۳۴۴ھ)

ج۔ علامہ علی بن محمد الخازن تعالوا کے معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"تعالوا ھلموا والمراد المجیٔ بالعزم والرائی کما نقول نفکر فی ھذہ المسئلۃ"۔

کہ آیت مباہلہ میں تعالوا کے معنی ہیں آؤ اور مراد رائے اور عزیمت ہے۔ جیسے ہم یہ محاورہ بولتے ہیں کہ آؤ ہم اس مسئلہ کے بارہ میں غور کریں۔ (تفسیر خازن جلد اول زیر آیت مباہلہ)

د۔ علامہ جمال الدین قاسمی (۱۳۳۲ھ) فرماتے ہیں:

"تعالوا ای اقبلوا ایھا المجادلون الی امر یعرف فیہ علو الحق وسفول الباطل"۔

یعنی اے جھگڑنے والو! ایسے معاملہ کی طرف آؤ جس کے ذریعہ حق کی علوشان اور باطل کی پستی ظاہر ہو۔ (تفسیر قاسمی محاسن التاویل جزء ۴ صفحہ ۱۱۲۔ دارالفکر بیروت)۔

قرآن شریف میں آیت مباہلہ کے علاوہ سات مقامات پر تعالوا کا لفظ استعمال ہوا ہے جو بالعموم آمادگی رائے اور توجہ ذہنی طلب کرنیکے لئے ہی آیا ہے۔ جیسے:

ا۔ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم (آل عمران ۶۵)

کہ اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

ب۔ قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا بہ شیئاً (الانعام: ۱۵۲)۔

کہ کہہ دے آؤ میں تم کو وہ پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا کہ میرے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہراؤ۔

ج۔ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ۔

(النساء ۶۲، المائدہ ۱۰۵)

"اور جب ان کو کہا جائے کہ اسکی طرف آؤ جو اللہ نے اتارا ہے"۔

ان آیات قرآنی کے سادہ ترجمے سے بھی صاف ظاہر ہے کہ تعالوا ایں ہر جگہ دعوت الی المکان کے معنی لازمی نہیں بلکہ بالعموم توجہ طلبی یا کسی امر پر آمادگی کے معنی ہوتے ہیں' چنانچہ علامہ راغب اصفہانی نے بھی تعالوا کے دو معنی کیے ہیں۔

۱۔ دعوت الی المکان

۲۔ عزت کیساتھ بلانے کیلئے تعالوا کا لفظ استعمال ہوتا ہے کیونکہ یہ علو سے ہے اور مراد علو مرتبت ہے۔

خود امام راغب کے نزدیک آیت مباہلہ کے لفظ تعالوا ایں عزت و شہرت سے (ایک امر کے فیصلہ کی طرف مدِمقابل کو) دعوت دی گئی ہے۔

پروفیسر موصوف نے اپنے استدلال کا دوسرا حصہ "ندعُ" پر قائم کیا ہے' اس بارے میں بھی جب ہم مفسرین کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک "ندع" میں بھی دعوت مباہلے کیلئے ہے کسی میدان میں جمع ہونیکے لئے نہیں۔ چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

ا۔ ای یدع کل منّی ومنکم ابناءہ ونساءہ ونفسہ الی المباهلة

کہ ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک شخص اپنے آپ کو اور اپنے سب بیٹوں کو اور عورتوں کو مباہلہ یعنی (تضرع و ابتہال) کی طرف بلائے۔ (تفسیر کشاف مطبوعہ مصر جز اول صفحہ ۱۴۷)۔

ب۔ علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

"یدع کلّ منا ومنکم ابناءہ ونساءہ ونفسہ للمباهلة"

کہ ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک فرد اپنے بیٹوں' عورتوں اور اپنے آپ کو مباہلہ یعنی تضرع و ابتہال کی طرف بلائے۔ (تفسیر روح المعانی مطبوعہ مصر جز ۳ صفحہ ۱۶۶)۔

ج۔ علامہ ابوحیان فرماتے ہیں:

"یدع کل منّی ومنکم ابناءہ ونساءہ ونفسہ الی المباهلة"۔ (بحرالمحیط مطبوعہ مصر جز ۲ صفحہ ۴۷۹)۔

یعنی مجھ سے اور تم میں سے ہر شخص اپنے بیٹوں' عورتوں اور اپنے آپ کو مباہلہ (یعنی دعا اور تضرّع و ابتہال) میں شریک کر لے' گویا ان مفسرین کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ندعُ کے معنی ندعُ الی المباہلہ کے ہیں' بلانا کسی جگہ یا مقام کی طرف نہیں بلکہ مباہلہ کی طرف بلانا ہے۔

د۔ یہی معنی علامہ نسفی نے مدارک میں علامہ خازن نے لباب التاویل میں' اور علامہ قاسمی نے تفسیر قاسمی میں کئے ہیں' اب صاف ظاہر ہے کہ جب مباہلہ کی شرط نصّ صریح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فریقین کے جملہ مرد' بچے اور عورتیں اس میں شریک ہوں تو یقیناً اس سے مراد دعا میں اور تضرع و ابتہال میں شرکت ہی ہو سکتی ہے یہ کہ کسی مکان یا میدان میں۔

آیت مباہلہ کا تیسرا اہم حصہ ثُمّ نبتھل ہے جس کے معنی جملہ مفسرین کے نزدیک دعا تضرع اور ابتہال کرنے کے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ لفظ باب افتعال سے ہے جس میں تعدیہ سے زیادہ لازم کے معنی غالب ہوتے ہیں اور مطاوعت پائی جاتی ہے اور باب مفاعلہ کی طرح اشتراک اس باب کا خاصہ نہیں۔ حیرت ہے کہ پروفیسر موصوف نے جن کے پاس ضائع کرنے کیلئے وقت نہیں ہے قرآنی لفظ ابتہال کی بحث کو چھوڑ کر لفظ مباہلہ پر بحث کرنے میں وقت ضائع کیا ہے حالانکہ قرآن نے جب لفظ مباہلہ استعمال ہی نہیں کیا اور ابتہال کا لفظ استعمال کیا ہے تو اولیت اس لفظ کو دینی چاہیے تھی' اس لحاظ سے جب غور کیا جائے تو ابتہال ایک ایسا شخصی و انفرادی فریضہ ہے جس کی ادائیگی اپنی اپنی جگہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں' اور ٹولیوں میں اپنے جملہ افراد مردوں عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے دعا کرنے سے ہو سکتی ہے۔ ثانوی طور پر لفظ مباہلہ پر بھی بے شک بحث ہو سکتی تھی مگر علامہ موصوف نے جب تسلیم کر لیا ہے کہ تحریری طور پر بھی مباہلہ ہو سکتا ہے تو اس بحث میں جانے کی اب چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ الغرض خواہ لغوی اور نحوی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے یا معقولی اور منقولی دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے ثابت یہی ہو گا کہ مباہلہ میں ایک اجتماع پر فریقین کا روبرو ہونا ضروری نہیں' ہمارے نزدیک مباہلے میں روبرو ہونا ایک ایسی شرط ہے جس سے مباہلہ محدود ہو جاتا ہے اور ایسے مکفرین اور

مکذبین جو دور دراز علاقوں میں آباد ہوں اور بالمشافہ مباہلہ سے معذور تو ان سے یہ ممکن ہی نہیں رہتا جو قرآنی منشاء اور خطاب عام کے خلاف ہے، قرآن تو سب منکرین اور مخالفین کو سر عام یہ دعوت دے رہا ہے کہ خواہ سامنے آکر یا اپنی جگہ رہتے ہوئے دعا کا مقابلہ کر دیکھیں پر تاثیر دعا اور قوت دعا مشاہدہ کریں۔ پس مباہلہ میں روبرو ہونا نہ صرف مباہلہ کی بدرجۂ اتم صورت نہیں ہے بلکہ ایک محدود صورت ہے جس کا حصول بعض حالات میں ناممکن ہے اور زبانی و تحریری مباہلہ ایسی وسعت رکھتا ہے جس سے منشاء الٰہی محدود نہیں ہوتا۔ اگر مباہلے کیلئے عالمی سطح پر کوئی طریق زیادہ اقویٰ ہے تو وہ تحریری مباہلہ کا طریق ہی ہو سکتا ہے جو دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود معاند حق سے کیا جا سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کے نقش قدم پر چلنے والی پر امن جماعت ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ نے حدیبیہ کے موقعہ پر جو صلح کر لی اور عمرہ نہ کیا تو کیا کمزوری کی وجہ سے تھا؟ ہرگز نہیں۔ یہ صرف اور صرف فتنہ و فساد سے بچنے کی خاطر تھا۔ پس اگر ہمارے آقا ؐ فتنہ و فساد کے اندیشہ سے عمرہ کی عبادت ترک کر سکتے ہیں تو ہم کیونکر مباہلہ کا ایسا طریق اختیار کریں جو یقینی اور حتمی طور پر مباہلہ کا طریق ہے اور کیوں وہ پر امن طریق اختیار نہ کریں جس کے جائز ہونے سے آپ کو بھی انکار نہیں۔

اب طاہر القادری صاحب بھی محض سیاسی مفاد اور سستی شہرت کی خاطر شورش اور ہنگامے کی راہیں تلاش نہ کریں، اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں، مباہلہ پر دستخط کر کے

لعنت اللہ علی الکاذبین

کہہ کر معاملہ خدا پر چھوڑ دیں۔

ایک ضروری وضاحت

اخبار احمدیہ ماہ نومبر کے شمارہ میں حضور اقدس کے روزنامہ "جنگ" لندن مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو دیے گئے انٹرویو کو شائع کیا گیا اس میں حضور اقدس کے انٹرویو کو جس شہ سرخی کے ساتھ چھاپا گیا ہے اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ گویا جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو کسی بھی معنوں میں نبی نہیں مانتی۔ روزنامہ جنگ کی اس شہ سرخی سے متعلق یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور جن معنوں میں نبی مانتے ہیں وہ حضور اقدس ؑ کے اپنے الفاظ میں پیش ہے۔

"اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے دو نام میں نے پائے ایک میرا نام اُمّتی رکھا گیا جیسا کہ میرے نام غلام احمد ؐ سے ظاہر ہے۔ دوسرے میرا نام ظلّی طور پر نبی رکھا گیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حصص سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا اور اس نام سے بار بار مجھ کو پکارا اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں ظلّی طور پر نبی بھی ہوں۔

اسی کی طرف وہ وحی الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے جو حصص سابقہ براہین احمدیہ میں ہے۔ کُلّ برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم دی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی۔ یعنی یہ عاجز پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام امتی ہوا اور پورا عکس نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوئے"

مردِ جرنیل یا مردِ ملعون

مدیر محترم ! سلام مسنون ! "لاہور" شمارہ ۱۹ نومبر "دو آقاؤں کی بالادستی" کے زیر عنوان جن صاحب نے بھی اس مضمون میں اپنے انمول خیالات کا اظہار فرمایا ہے کوئی بے حد زیرک، خوددار، وطن دوست، صاحب بصیرت بلکہ وطن کی محبت میں سرشار اور آزادی کی قدر و قیمت سے بخوبی آشنا ہیں۔ اگر ملک عزیز کو ایسے خیالات کے حامل لوگ میسر آجائیں تو سرے سے مارشل لاء لگنے کی بات نہ آئے۔ لیکن یہاں تو ایسے ایسے خوشامدی اور قوال پیدا ہوتے اور پروان چڑھتے ہیں کہ ملک کے ڈکٹیٹر کو خوش کرنے کیلئے مجلس شوریٰ جیسی معتبر مجلس میں اگر ایک چاپلوس کہتا ہے کہ پہلا مارشل لاء حضرت ابوبکرؓ نے لگایا تھا تو دوسرے کو یہ کہتے ہوئے کوئی باک نہیں ہوتی، کوئی شرم نہیں آتی کہ پہلا مارشل لاء تو رسولؐ پاک نے لگایا تھا (بحوالہ لاہور ۱۷ ستمبر ۸۸ء)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے بے ضمیر آزادی جیسی نعمت کی قدر و قیمت سے بے بہرہ لوگوں کو ایسے خیالات کے اظہار کی جرأت کیوں ہوتی ہے۔ اور باہر سے ہمیں ایسے مشورے دینے کی تکلیف کیوں کی جاتی ہے۔ ان دوست نما دشمنوں کا مفصل جواب اور علاج ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ (جو گورنمنٹ آف پاکستان کے شعبۂ ثقافت اسلامیہ کے ڈائریکٹر ہیں) نے خوب دیا ہے۔ آئین پاکستان کلاز ۶ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

کوئی شخص جو طاقت کا استعمال یا طاقت کے مظاہرہ یا کسی بھی غیر آئینی ذریعہ سے آئین کو منسوخ یا منسوخ کرنے کی کوشش یا سازش کرتا ہے یا اسے پامال کرتا ہے یا پامال کرنیکی کوشش یا سازش کرتا ہے۔ وہ بغاوت کا مجرم قرار پائیگا۔" جو شخص ایسا کریگا وہ قومی مجرم قرار پائیگا جسے موت کی سزا دی جائیگی۔" ہمارے ملک کے عہد شکنوں میں اب کوئی بھی زندہ نہیں، وہ سب کے سب مر چکے ہیں اس لیئے انہیں پھانسی یا سزائے موت دینا تو ممکن نہیں۔ آئندہ عہد شکنی روکنے کیلئے یہ سزا دی جاسکتی ہے کہ سابقہ تمام عہد شکنوں کو ہر قسم کے سرکاری، قومی، معاشرتی اور تہذیبی اعزازات سے محروم کردیا جائے اور عبرت کے طور پر انہیں نصابی اور درسی کتب میں آئینی اور قومی مجرم لکھا جائے اس اقدام سے آئین شکنی روکنے میں اس طرح مدد ملے گی کہ مستقبل کا آئین شکن ماضی کے ان آئین شکنوں کے اس انجام کار سے عبرت پکڑے گا"۔ پھر وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

اجتماعی اجتہاد (مراد آئین) کو منسوخ کرنیوالا شخص خواہ نیک ہو، خواہ بد، نمازی ہو یا بے نماز۔ صالح ہو یا فاسق و فاجر مجرم کہلائیگا کیونکہ بغاوت کا جرم اپنی ذات میں اتنا گھناؤنا ہے کہ باغی کا ذاتی نیک یا بدکردار اس کے جرم میں کمی بیشی نہیں کرسکتا۔ وہ ہر حالت میں سزا کا مستوجب ہے"۔

(جنگ ۱۳ اکتوبر ۸۸ء ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

اسی مضمون میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے نیکی اور بدی کے موضوع پر تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ بظاہر اگر ایک شخص نمازی بھی ہے تو اس کی نماز اور دوسرے اعمال محض دکھاوے کے بھی ہوسکتے ہیں۔

اوّل خلیفہ راشد سیدنا حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں یمن کی صوبائی ہائی کورٹ نے چوری کے ایک مقدمہ میں ایک شخص کو سزا کا حکم سنایا۔ اس نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سیدنا حضرت ابوبکرؓ کی عدالت عظمیٰ میں اپیل دائر کردی۔ کیس کی سماعت ہوئی ملزم رات کو ایسی جگہ قیام پذیر رہا جہاں سے سیدنا حضرت ابوبکر اسے دیکھ

سکتے تھے۔ وہ رات کو نہایت خشوع و خضوع اور عجز و انکسار کیساتھ عبادت کرتا رہا۔ حضرت ابوبکرؓ اس کی عبادت گزاری، خشوع و خضوع عجز و انکسار سے بیحد متاثر ہوئے۔ اسے دیکھ کر آپ بار بار کہتے رہے کہ اللہ کے اس نیک، نمازی، عبادت گزار بندے اور چوری جیسے الزام کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اسی رات حضرت ابوبکرؓ کی بیوی اسماء بنت عمیس کا زیور چوری ہو گیا وہ شخص زیور تلاش کرنے والوں کے ساتھ ہو گیا اور بار بار کہتا رہا یا اللہ اس بندے کو اپنی پناہ میں رکھنا جسے اس نیک گھرانے نے اپنے گھر میں جگہ دی۔ تفتیش کے دوران مسروقہ زیور مدینے کے ایک سنار کے ہاں پایا گیا جس نے بتایا کہ یمن کے ایک شخص نے اس کے ہاتھ بیچا ہے یہ وہی شخص تھا جو حضرت ابوبکرؓ کے گھر میں بڑے خشوع و خضوع اور عجز و انکسار کے ساتھ رات بھر عبادت کرتا رہا تھا۔ اس مقدمہ کی تفصیل امام شافعیؒ نے اپنی مسند کی جلد دوم ص ۸۵ پر درج کی ہے، اس مقدمہ کے مندرجات سے یہ نکات حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ چور بھی عبادت گزار ہوتے ہیں۔ وہ بظاہر نماز بڑے اہتمام سے اور خضوع کیساتھ ادا کرتے ہیں۔

۲۔ عبادت کی نمائش، زیبائش اور آرائش سے عام مسلمان تو کیا خلیفۂ راشد بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔

۳۔ عبادت کی پابندی اور حقوق و معاملاتِ انسانی کی ادائیگی کے معیار الگ الگ ہیں۔

دراصل عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں عبادات و معاملات میں حسن نیت اخلاص و تقویٰ کا ذریعہ تھیں۔ جو شخص عبادت میں مخلص تھا وہ معاملات میں متقی و پرہیزگار تھا۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ صوم و حج تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہیں اور تقویٰ کا معیار معاملات میں خلوص اور نیک نیتی، دیانت، صداقت اور محبت ہے، جس نمازی کے معاملات ان صفات سے عاری ہوں اسکی نماز محض ریاکاری ہے اور نمائش ہے۔ ریاکار نمازی کیلئے قرآن کا واضح حکم ہے۔ ایسے نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے جو نماز کی غایت سے غافل ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔ (الماعون آیت ۵ تا ۷)

ہیں ڈاکٹر صاحب موصوف کی تجویز کردہ سزا کے علاوہ ایک اور امر کا ذکر بھی کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مارشل لاء لگانے والے کی موت کے بعد اسکی عہد شکنیوں کی تشہیر کے علاوہ اس کی تعریف و توصیف کے گن گانے والوں کیلئے بھی جمہوری حکومت سزا تجویز کرے۔

حال ہی میں جو مارشل لاء لگانے والے جنرل صاحب فوت ہوئے ہیں، عقل سے عاری اور آزادی سے نا آشنا خوشامدیوں نے ان کے نام پر ایک "ازم" ایجاد کر لیا ہے۔ اس تجویز پر اگر عمل کیا جائے تو ازم ایجادوں کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

رہا یہ امر کہ امریکی لیڈر پاکستان میں کسی مرد جرنیل کے اقتدار کے متمنی ہیں تو یہ وہ اپنی آسانی کیلئے چاہتے ہیں کہ ایک مرد ملعون کو خریدنا ممکن اور آسان ہے اور سارے جمہوری اداروں کیساتھ سودے بازی مشکل بلکہ ناممکن ہے اور پاکستان میں مرد جرنیل اٹھنے کے متمنی پاکستان کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ (خاکسار محمد اسحٰق، ضلع جھنگ)

(بشکریہ لاہور ۳ دسمبر ۱۹۸۸ء)

● ● ●

بقیہ: میاں طفیل محمد کے خط کے جواب میں

رہے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کو ان الزامات کے جھوٹا ہونے پر اتنا یقین ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا ہے اگر آپ کو ان الزامات کی صداقت پر اتنا ہی یقین ہے تو پھر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے میں آخر کیا حرج ہے؟ کیا عالم الغیب والشہادۃ خدا کو علم نہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ آپ کیلئے تو یہ بہترین موقع ہے کہ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کا یہ چیلنج قبول کر کے عوام الناس کو گمراہی سے بچا لیں، ہماری تو سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر آپ فیصلہ خدا کی عدالت میں پہنچانے سے ہچکچاہٹ کیوں ظاہر کر رہے ہیں۔

خاکسار رشید احمد چوہدری

پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ عالمگیر، ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۸ء لندن

خبر خوشی کی یہ لیکر نیا ھے سال آیا

امۃ الکریم ملک ـــــ برگش گلیڈ باغ

ہزاروں سجدے بصد احترام ہوتے ہیں
ہمارے مولیٰ کے انعام عام ہوتے ہیں

"قدم قدم پہ وہ مالک ہمارے ساتھ رہا"
پُراس یقیں سے ہمارے کلام ہوتے ہیں

وفا کا عہد نبھایا، تو کیا نبھایا ھے!
کہ دشمنوں میں بھی اب ذکر عام ہوتے ہیں

مقابل اس کے ہوں فرعون، لیکھو یا نمرود
سب اپنی آگ میں جل کر تمام ہوتے ہیں

اور اس کی راہ میں جو "سر پھرے" اسیر بنیں
انہیں کے ہاتھوں میں تقویٰ کے جام ہوتے ہیں

جو دوڑتے ہیں رہ حق میں جان و مال کیساتھ
پناہ میں وہ خدا کی دوام ہوتے ہیں

ازل سے یوں ہی تواریخ ہیں گواہ اس پر،
خدا کے بندوں سے بوالعجب کام ہوتے ہیں

یہ دور آج ہے ان لوگوں کو نصیب ہوا
محمدؐ و احمدؑ کے جو غلام ہوتے ہیں

خبر خوشی کی یہ لے کر نیا ہے سال آیا
کہ اس میں سال صدی کے تمام ہوتے ہیں

سالِ نَو

ضیاء الحسن شاکر، ہائیڈل برگ

ہو مبارک کہ آیا سال نیا
تحفے خوشیوں کے لایا سال نیا
شکر ہے کہ دکھایا سال نیا
ہمیں تو نے خدایا سال نیا
چھوٹتے ابر کی مثال سے گیا
عمر کا اور ایک سال سے گیا

دو جہاں کی ہمیں مسرت دے
علم کی لازوال دولت دے
دین و دنیا میں اور عزت دے
ہمیں یارب تو اتنی ہمت دے
تا بہ مقدور استعمال کریں،
وقت ہرگز نہ پائمال کریں

علم میں بحرِ بیکراں کر دے،
جو ہے پوشیدہ وہ عیاں کر دے
عیب سے پاک جسم و جاں کر دے
آج شاکر کو شادماں کر دے
بخشنے والا مہرباں تُو ہے
کُل جہانوں کا پاسباں تُو ہے،

صد سالہ احمدیہ جوبلی جشن اور ہماری ذمہ داریاں

آج سے ٹھیک ۹۹ سال قبل ... ! ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو سرسبز و شاداب صوبہ پنجاب کے مشہور تاریخی شہر "لدھیانہ" میں مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلۂ بیعت کا آغاز کرتے ہوئے عالمگیر غلبۂ اسلام کی جس مقدس آسمانی مہم کی بنیاد رکھی تھی وہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے شمار کامیابیوں اور ظفرمندیوں کے جلو میں اس مقام پہ آپہنچی ہے جہاں سے اپنے سفر زندگی کی دوسری تابناک صدی میں قدم رکھنے کیلئے صرف چند مہینوں کی مسافت طے کرنا باقی ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو افق احمدیت پر جلوہ فگن ہونیوالی دوسری مبارک صدی ہی چونکہ الہٰی نوشتوں کے مطابق اسلام کے عالمگیر روحانی غلبہ کی بھی صدی ہے۔ اس لئے ہمارا دلی اور جماعتی فرض ہے کہ ہم مومنانہ روح اور جذبے کے ساتھ اس کا شایان شان استقبال کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی دلی خواہش

تاریخ احمدیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے قیام کی پہلی صدی مکمل ہونے پر ایک شایان شان جوبلی منانے کی خواہش کا اظہار اولاً حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ حضورؓ کے قلبِ صافی میں موجزن اس پاکیزہ خواہش کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضؓ تحریر فرماتے ہیں:

"۱۹۳۹ء میں خلافت ثانیہ کی برکات پر ربع صدی کے عرصہ کی تکمیل ہونیکے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خدمت اقدس میں شکرانہ کے طور پر خلافت جوبلی منانے کی اجازت کی درخواست گزارش کی گئی۔ حضورؓ نے فرمایا خلافت کی جوبلی منانے میں تو شاید مجھے تامل ہوتا۔ لیکن ۱۹۳۹ء میں ہی سلسلہ کے بھی پچاس سال پورے ہوں گے اس لحاظ سے جوبلی منانے کی اجازت ہے۔ اس سلسلہ میں میرا ارشاد یہی فرمایا کہ سلسلہ کے سو سال پورے ہونے پر بڑی شان سے جوبلی منانا۔

صد سالہ جوبلی منصوبہ کی ولولہ انگیز تحریک

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہٗ کی اس پاکیزہ دلی خواہش کو عملی جامہ پہنانے کیلئے نافلۃ موعود سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۳ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے اختتامی اجلاس میں "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" کے نام سے جماعت کے سامنے ایک ولولہ انگیز تحریک رکھی اور فرمایا:

"حضرت مصلح موعودؓ کی یہ خواہش تھی کہ جماعت صد سالہ جشن منائے۔ یعنی وہ لوگ جن کو سوواں سال دیکھنا نصیب ہو وہ صد سالہ جشن منائیں۔ اور میں اپنی بھی اس خواہش کا اظہار کرتا ہوں کہ صد سالہ جشن منایا جائے۔ اس لئے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے اور میں نے بڑی دعاؤں کے بعد اور بڑے غور کے بعد تاریخ احمدیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگلے چند سال جو صدی پورا ہونے سے قبل باقی رہ گئے ہیں وہ ہمارے لئے بڑی ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے اس قدر کوشش اور اللہ کے حضور اس قدر دعائیں ہونی چاہئیں کہ اسکی رحمتیں ہماری تدابیر کو کامیاب بنانیوالی بن جائیں اور پھر ہم جب یہ صدی پوری کریں اور صد سالہ جشن منائیں تو اس وقت دنیا کے حالات ایسے ہوں جیسے کہ ہماری خواہش ہے، کہ ایک صدی گزرنے کے بعد ہونے چاہئیں"۔

ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ
مارچ ۱۹۸۴ء صـ ۱۳

حمد اور عزم ۔ جوبلی منصوبہ کے دو ماٹو

مومن کی ہر خوشی چونکہ حمد و شکر باری تعالیٰ اور قربانی اور ایثار کے عزم نو کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی حمد اور غلبہ دین متین کیلئے عظیم تر قربانیوں کے عزم نو کی علامت قرار دیا اور فرمایا :

"صد سالہ جشن دو اغراض کے ماتحت منایا جا رہا ہے۔ ایک غرض تو یہ ہے کہ جماعت مجموعی طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گائے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے ہمیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے اور نصرتوں سے نوازا ہے، اور دوسری غرض یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز کیساتھ سر جھکاتے ہوئے اپنے اس عزم کا عہد کریں کہ اے ہمارے رب! ہم نے گذشتہ صدی میں اپنی حقیر قربانیاں تیرے حضور پیش کیں اور تو نے ہماری ناچیز قربانیوں کو اپنی نصرتوں سے نوازا۔ ہم اپنی کمزوریوں کے باوجود تیرے حضور یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم تیرے ہی فضل سے اور تیری ہی دی ہوئی توفیق سے آئندہ صدی میں بھی قربانیاں کرتے چلے جائیں گے"۔

(خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۷۳ء)

عظیم الشان تعمیری منصوبے کا اجمالی خاکہ

حمد و شکرِ باری اور مومنانہ عزم و حوصلہ کے آئینہ دار جشن صد سالہ احمدیہ جوبلی کی مناسبت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مخلصینِ جماعت کے سامنے اس عظیم الشان تعمیری منصوبہ کے جن اہم نکات کی وضاحت فرمائی ان کا خلاصہ یہ ہے :

- ● ۔ دنیا کے مختلف اہم ممالک میں عالیشان مساجد کی تعمیر اور فعال تبلیغی و تربیتی مراکز کا قیام۔
- ● ۔ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے زندگی بخش روحانی پیغام سے روشناس کرنے کیلئے دنیا کی اہم زبانوں میں تراجم قرآن حکیم کی اشاعت۔
- ● ۔ کم و بیش ایک سو زبانوں میں اسلامی لٹریچر تیار کر کے اس کی منصوبہ بند تقسیم۔
- ● ۔ اشاعت کتب و لٹریچر کیلئے تین جدید معیاری پریسوں کا قیام
- ● ۔ صد سالہ جوبلی کے موقع پر اکناف عالم سے مرکز احمدیت میں آنیوالے غیر ملکی وفود کی رہائش کیلئے جدید طرز کے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر۔
- ● ۔ بین الاقوامی سطح پر افراد جماعت کے درمیان براہ راست رابطہ قائم کرنیکی غرض سے قلمی دوستی۔ امیچور ریڈیو کلب اور ٹیلکس سسٹم کا فروغ۔
- ● ۔ اِعلائے کلمۂ اسلام کیلئے کم از کم ایک انتہائی طاقتور ریڈیو اسٹیشن کا قیام۔

مالی قربانی کی بابرکت تحریک

جشن صد سالہ جوبلی سے قبل ان تمام پروگراموں کو خاطر خواہ طریق پر عملی جامہ پہنانے کیلئے حضور رحمہ اللہ نے مخلصین جماعت کے سامنے اڑھائی کروڑ روپے کے مطالبہ پر مشتمل مالی قربانی کی ایک بابرکت تحریک بھی رکھی۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے خداوند کریم پر مکمل بھروسہ ہے کہ وہ جماعت کو توفیق عطا فرمائیگا کہ وہ پانچ کروڑ روپیہ پیش کر دے۔ مالی قربانی کے مطالبہ پر مبنی اس بابرکت تحریک کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا :

"میں نے جماعت کے سامنے جو منصوبہ پیش کیا تھا اس کو ہم "صد سالہ احمد جوبلی منصوبہ" کہیں گے اور اس منصوبے کی تکمیل کے لیئے میں نے مالی قربانیوں کی جو تحریک کی تھی اسے ہم "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" کا نام دیں گے"۔ (الفضل ۱۰ فروری ۷۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی زبان سے جاری ہونے والی اس بابرکت مالی تحریک کو ایسی غیر معمولی قبولیت عطا فرمائی کہ شمع خلافت کے پروانوں نے اپنی جان و دل سے عزیز آقا کی

آواز پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے آن کی آن میں اصل مطالبہ سے بھی چار گنا رقم کے وعدے حضورؒ کی خدمت میں پیش کر دیئے

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَنَا لِهٰذَا ۔

مخلصانہ مالی قربانیوں کے شیریں ثمرات

گذشتہ چند سالوں کے دوران مخلصین جماعت کی طرف سے "صد سالہ جوبلی فنڈ" میں پیش کئے گئے وعدوں کی مرحلہ وار ادائیگی کے نتیجہ میں عالمی سطح پر اس منصوبے کے اہم پروگراموں کو کس حد تک عملی جامہ پہنایا جا چکا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے :

- سویڈن ، ناروے ، اسپین ، فرانس ، ہالینڈ ، جاپان برطانیہ ، امریکہ ، کینیڈا ، آسٹریلیا ، مغربی جرمنی اور جنوبی امریکہ میں دو درجن سے زائد نئے تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں ۔
- دنیا کی متعدد اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور بنیادی اسلامی لٹریچر کی وسیع پیمانے پر اشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے ۔
- عیسائی دنیا پر اتمام حجت کی غرض سے "حضرت مسیح ناصری کی صلیبی موت سے نجات" کے موضوع پر لندن میں ایک عالمگیر کسر صلیب کانفرس منعقد کی جا چکی ہے ۔
- باہمی رابطہ کیلئے ایک درجن سے زائد ممالک میں ٹیلکس کا نظام قائم ہو چکا ہے ۔
- دنیا بھر میں منعقد ہونیوالی اہم جماعتی تقاریب کی وڈیو کیسٹس تیار کر کے انکا باہمی تبادلہ شروع کر دیا گیا ہے ۔
- مرکز احمدیت ربوہ میں غیر ملکی وفود کی رہائش کیلئے جدید طرز کے آٹھ گیسٹ ہاوس تعمیر ہو چکے ہیں ۔
- "ادائیگی حقوق طلباء" کے نام سے جاری تعلیمی اسکیم کے تحت ایک سو سے زائد ذہین احمدی طلباء اور طالبات کو اعلیٰ تعلیمی وظائف اور امتیازی تمغے بھی صد سالہ جوبلی فنڈ سے ہی دیئے گئے ہیں ۔

عالمی سطح پر منصۂ شہود میں آنیوالے یہ وہ شیریں پھل ہیں جو صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئے ہیں اور جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے

صد سالہ یوم تشکر منانے کیلئے روحانی منصوبہ

ہر ماہ ایک نفلی روزہ ۔ روزانہ دو رکعت نماز نفل بعد از ظہر یا عشاء ۔ بغور سات بار مطالعہ سورۃ فاتحہ ہر روز ۳۳، ۳۳ بار درج ذیل دعاؤں کا ورد کیا جائے ۔

ا ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ أَتُوْبُ إِلَيْهِ ۔

ب ۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ۔

کم از کم گیارہ بار روزانہ یہ دعائیں پڑھی جائیں ۔

ا ۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

ب ۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ۔

وعدوں میں اضافہ کی مختلف شکلیں

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے روز افزوں مطالبات کے پیش نظر آپ اپنے اجتماعی اور انفرادی وعدوں میں کیونکر اضافہ کر سکتے ہیں ؟ اس اہم سوال کا حل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۸۷ء میں پیش فرمایا ہے ۔ اس بصیرت افروز خطبہ کے چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے ۔ حضور فرماتے ہیں :

(۱) "آپ کیلئے خوشخبری یہ بھی ہے کہ آپ اگر اپنے خلوص کے معیار کو بڑھائیں تو ان فکروں سے خدا آپ کو نجات بخشے گا

کو کس طرح ادائیگی ہونی چاہیئے۔ اس لیئے اگر پہلے وہ معیار نہیں بھی تھا تو اب یہ معیار لیکر دوبارہ نئے ارادے سے خدا کے حضور اپنے وعدوں کی تجدید کریں"۔

(۲) "جماعت میں ایسے نوجوان ہیں جو بعد میں آکر برسرِ روزگار ہوئے ...... اور غلطی سے وہ اس وعدے میں شامل نہیں ہو سکے بہت سے ایسے ہیں جو پہلے اخلاص کے معیار میں کمزور تھے اور اب خدا کے فضل سے آگے بڑھ گئے ہیں، وہ سابقہ اخلاص میں کمزوری کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے، ان کی طرف توجہ دینا ضروری ہے"۔

(۳) "بہت سے نئے احمدی ہوتے ہیں اور ان کو مالی قربانی میں شامل کرنا ان کی زندگی کیلئے، ان کی بقاء کیلئے ضروری ہے... ان کو بتانا چاہیئے کہ یہ عظیم الشان تحریک جو سو سالہ جشن سے تعلق رکھتی ہے اور گذشتہ سو سال کی تاریخ میں آپ کی قربانی شامل ہو جائے گی، احمدیت کے آغاز کے پہلے دن سے لیکر اس جشن کے سال تک خدا تعالیٰ آپ کی قربانی کی سارے سالوں پر پھیلا دے گا"۔

(۴) "بعض لوگ اس چودہ سال کے عرصہ میں وعدہ کر کے فوت ہو گئے ... ان سے بھی وصولی کرنا چاہیئے۔ اس رنگ میں کہ ان کی اولاد کو توجہ دلائی جائے۔ اور بالعموم احمدیوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ جب اولاد کو بتایا جائے کہ آپ کے والدین ایک نیک ارادہ لیکر اٹھے تھے، وہ وفات پا گئے اور توفیق نہیں پا سکے کہ اس وعدے کو پورا کر سکیں۔... تو اکثر صورتوں میں آپ دیکھیں گے کہ وہ وعدے پورے ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ"۔

(۵) "کسی پہلو سے بھی آپ دیکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے چندے میں کمی ... کا احتمال نظر نہیں آتا۔ لازماً یہ چندہ وعدے کی نسبت بڑھ کر وصول ہوگا... اس لئے کمر ہمت باندھیں اور پورے زور سے... جہاد کی روح کیساتھ ساری دنیا میں عظیم الشان تحریک چلائیں کہ سب احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ، اس سے دعائیں مانگتے ہوئے اس طرح وعدے پورے کریں کہ خدا کی نصرت کا ہاتھ ان کو دکھائی دے، خدا کا پیار وہ اپنے دل میں محسوس کریں"۔

(بدر ۵ مارچ ۱۹۸۷ء)

دشمنانِ احمدیت کے ناپاک عزائم اور ہمارا فرض

اسی تسلسل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ۳۰ر جنوری ۱۹۸۷ء کے خطبۂ جمعہ میں فرمایا:

"صد سالہ جوبلی دراصل ہمارے دشمنوں کا اس وقت وہ خاص نشانہ بنی ہوئی ہے ان کی نفرتوں کا، ان کے حسد کا۔ اور وہ ہر طرح سے پورا زور لگا رہے ہیں کہ صد سالہ جوبلی کے جشن کو ناکام بنا دینا ہے... اگر خدانخواستہ ربوہ میں حالات ایسے نہ ہوئے کہ وہاں جشن اس طرح منایا جاتے جیسا کہ جماعت نے منانا تھا تو دنیا کے کونے کونے میں اس شان اور اس قوت کیساتھ یہ جشن منایا جائیگا کہ دشمنوں کے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے،... اتنے زیادہ کام پڑے ہوئے ہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں ہے وہ کام کرنے کی۔ اس لیئے ایک ہی حل ہے اس صورت حال کا کہ اپنا جو کچھ ہے وہ خدا کے سپرد کر دیں اور جو کچھ کر سکتے ہیں وہ سب کچھ کریں"۔

(بدر ۱۲ مارچ ۱۹۸۷ء)

امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ بصیرت افروز ارشادات ہر احمدی کو دعوتِ فکر و عمل دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے منشاء مبارک کو ایسے رنگ میں عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم غلبۂ اسلام کی موعود اور تابناک صدی کا شایانِ شان استقبال کر سکیں۔

آمِيْنَ اَللّٰهُمَّ آمِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے
گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس سے تک بھی جہالت خدا کرے

اخباروں میں خبر چھپی تو دنیا ہوئی حیران

وسیم احمد چوہدری

نوّے دن کا جھانسا دے کر خوب کیا بیوپار
ڈوری ان کی ہاتھ میں تھی، امریکن سرکار
نرخوں سے گرم رہا رشوت کا بازار
اخباروں میں خبر چھپی تو ہوئے حیران،
جنرل صاحب بن گئے ہیں صدر پاکستان
اخباروں میں ......

سنی، شیعہ، وہابی، ساس، بہو اور بھابھی
مذہب کی آڑ میں دیکھو گھر گھر آگ لگادی
کراچی میں مرگئی دنیا، کیا سندھی پنجابی
ہوگئے گھر ویران، ہاں ہوگئے گھر ویران
امریکہ میں گھوم رہے تھے صدر پاکستان
اخباروں میں ......

گجرانوالہ، سکھر، کوئٹہ، سرگودھا، مردان
ساہیوال، فیصل آباد، سندھ، جہلم، ملتان
احمدیوں کے گھر لوٹے اور لی کچھ کی جان
جلا دیا قرآن دیکھو جلا دیا قرآن
بالکل ہی خاموش رہے صدر پاکستان
اخباروں میں ......

رنجیت سنگھ کے دور میں دینا مشکل تھی آذان
مسجد کی حرمت کو بھی پہنچا تھا نقصان
اک نعرہ تکبیر لگا کر کتنے ہوئے قربان
ہر مسلم کے پیچھے لے کر پھرتے تھے کرپان
لیکن تب تک بنا نہیں تھا میرا پاکستان
اخباروں میں ......

کوئی بھی ایسا کام نہیں ہے جس پر کروں نگاہ
خود غرضی کے ہاتھوں ہوگئے اندھے اور گمراہ
مباہلے کی ٹکر لیکر ہوگئے ہیں تباہ
دنیا بھر کو چیلنج بن گئی مذہب کی سرطان
صدر پاکستان مرگئے، صدر پاکستان

اخباروں میں خبر چھپی تو دنیا ہوئی حیران

احمدی حضرات نے دعائے مباہلہ میں شرکت کی

لندن (پ ر) جماعت احمدیہ کے جاری کردہ ایک پریس ریلیز کے مطابق بکل ایکسچینج سے ۱/۲ ۱ بجے تک مسجد فضل لندن میں احمدی مرد و زن اور بچوں کی ایک کثیر تعداد نے دعائے مباہلہ میں شریک ہو کر اپنے رب کریم سے دعائیں کیں کہ اے عالم الغیب والشہادہ خدا! دونوں فریقوں میں سے جو سچا ہے تو اس پر دونوں جہاں کی رحمتیں نازل فرما اس کی سچائی کو دنیا پر روشن کر دے اس کو برکت پر برکت دے اور اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما تاکہ دنیا جان لے کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون سچا ہے اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق بھی جھوٹا ہے تو اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور ذلت و نکبت کی مار دے کر اسے اپنے عذاب اور قہر کا تجلیوں کا ایسا نشانہ بنا کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہ ہو اور خالصتہ سچے فریق کے حق میں تیری قدرت نمائی کا ایک اظہار ہو اور محض تیری عقوبت اور تیرے غضب کی جلوہ گری ہو۔ پریس ریلیز کے مطابق لندن کے علاوہ یو کے کے دیگر مختلف شہروں مثلاً گلاسگو، مانچسٹر، بریڈفورڈ، ہڈرسفیلڈ، جلنگھم اور برمنگھم نیز یورپین ممالک سے بھی ایسے اجتماعات کی خبریں موصول ہوئی ہیں امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے خطبہ میں کہا کہ آج ہم نے دعا کی ہے کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو خدا تعالیٰ کی ہم پر لعنت ہو اور اگر ہم پر لعنتیں ڈالنے والے جھوٹے ہیں تو خدا تعالیٰ کی ان پر لعنت ہو انہوں نے کہا کہ ہم نے ہر مخالف پر لعنت نہیں ڈالی صرف ان لوگوں پر جو ہم پر لعنتیں ڈال رہے ہیں ان ائمۃ التکفیر پر جو احمدیت کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور احمدیت کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس طرح ان کو سچائی کے ملنے کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ 25 دسمبر 88 لندن)

قارئین اخبار احمدیہ کو صد سالہ جشن تشکر کا سال مبارک ہو (ادارہ)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

مبشر احمد باجوہ

ہمارے ایک بزرگ کہا کرتے تھے۔ بیٹا ہمیشہ یہ دعا کیا کرو کہ خدا کسی کا محتاج نہ کرے اور انجام بخیر ہو۔ وہ موصی تھے اور انہوں نے اپنی جائداد وغیرہ کا حساب کر رکھا تھا۔ کہا کرتے تھے،

بیٹو! یہ میری فائل ہے مرکز کے ساتھ میرا حساب صاف ہے، یہ خط مرکز کا اس میں لگا ہوا ہے، میرے ذمہ کسی کا کوئی قرض نہیں، آپ کو صرف میری چارپائی اٹھا کر قبرستان تک لے جانا پڑے گی اس کے علاوہ کوئی خرچ نہیں کرنا پڑے گا۔

دیکھو بیٹو! میں نہیں چاہتا کہ بعد میں آپ کو میری وجہ سے شرمندہ ہونا پڑے، میرے قرض کی ادائیگی اور تجہیز و تکفین کیلئے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑیں اور میری نعش خراب ہوتی رہے۔ اس لئے میں نے اس آخری وقت کیلئے پوری تیاری کر رکھی ہے۔

وہ کہا کرتے تھے کہ انسان پر ایک سا وقت نہیں رہتا ہزاروں کماتا ہے اور خرچ کر دیتا ہے کیوں نہ انسان اپنے اس وقت کیلئے سامان سب سے پہلے کرے جس کا کسی کو بھی پتہ نہیں کب آ جائے۔ کہتے تھے مجھے کیا علم کہ اس وقت میرے عزیز و اقارب اور یار دوست خود کس حال میں ہوں، میری نعش ان کیلئے امتحان کا باعث کیوں بنے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ لاکھوں کے مالک کی نعش پڑی ہے اور اولاد اپنے حساب کتاب میں لگی ہوئی ہے۔ یا اچانک کسی کی وفات ہو گئی اور کسی کو خبر نہیں کہ کیا کرنا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے، کیا ہے یہ زندگی، حیف ہے ایسے انسان پر جو کار، کوٹھی، جائیداد اور اولاد کی خاطر یا اپنی دیگر دنیوی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اپنا تن من دھن لگائے رکھتا ہے لیکن اپنے انجام کی طرف نگاہ نہیں کرتا یہی چیزیں بعض اوقات اس کی وفات پر اس کے لئے بے شمار مسائل کھڑا کر دیتی ہیں۔ اس لیے ہر انسان کو دنیا سے رخصت کی گھڑی کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے دور اندیش لوگ دیگر ضروریات زندگی سے بڑھ کر اس وقت کو اہمیت دیتے ہیں اور اس کیلئے مناسب بندوبست بھی کر رکھتے ہیں، اور دنیا سے رخصت ہونے کے وقت کسی پر بوجھ نہیں بنتے۔

میرے عزیزو اور بزرگو! آئیں ہم سنجیدگی سے حقیقت کا جائزہ لیں۔ وطن عزیز میں اگر کسی کی وفات ہوتی ہے تو تجہیز و تکفین کیلئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وطن سے دور اگر کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی تجہیز و تکفین کیلئے کیا کیا مسائل درپیش آتے ہیں۔

اس ضمن میں ایک دفعہ ایک دوست نے بتایا کہ میں نے اپنے گھر میں باقاعدہ فائل میں تمام کاغذات اکٹھے کر دیے ہیں اور اس میں وصیت لکھدی ہے تاکہ جب میری وفات ہو جائے تو جو بھی موجود ہو اسے کوئی پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ بات سے بات چھڑ گئی، کہنے لگے جو لوگ یہاں کام کرتے ہیں وفات کے بعد ان کو قبرستان تک لے جانا مشکل نہیں۔ ان کی کوئی نہ کوئی انشورنس ہوتی ہے وہ ذمہ دار ہوتی ہے جو بے روزگار ہیں ان کو بھی فکر کرنی چاہیے، پھر نعش کو یہاں ہی دفن کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ وطن میں واپس بھجوانا مشکل ہے۔ اس کیلئے پھر زیادہ خرچ بھی درکار ہے۔ کہنے لگے ویسے یہاں کئی کمپنیاں ہیں جو ایمرجنسی انشورنس کرتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو ضرور ایسے وقت کیلئے انشورنس کروا لینی چاہیے۔ میں نے کہا یہ ہر ایک کا اپنا ذاتی معاملہ ہے۔ پھر کہنے لگے، اگر ہر ایک کا ذاتی معاملہ ہے تو پھر ہر کوئی یا اس کے عزیز و اقارب اسکی نعش کو پاکستان بھجوانے کا انتظام کریں۔ یہ جماعت کی ذمہ داری تو نہیں۔ میں نے عرض کی کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن اگر مجھ پر ایسا وقت آتا ہے تو اس میں میرے رشتہ داروں اور عزیزوں کا کیا قصور ہے کہ وہ بعض مسائل کا شکار ہو جائیں۔ یہ میری ذمہ داری ہے، میرا مسئلہ ہے کہ میں خود اپنا انتظام کروں۔ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے میرے علم کے مطابق جماعت کو یہ حکم ہے کہ دنیا سے کسی بھی نقطے

باقی صد 31 پر

اعلانات

(۱)

جماعت احمدیہ مغربی جرمنی کی جو جماعتیں جوبلی کے سال اپنے شہر میں ایک ہفتہ کیلئے تبلیغی اسٹال لگانا چاہتی ہیں وہ محترم مشنری انچارج مغربی جرمنی سے رابطہ قائم کریں۔ تبلیغی اسٹال لگانے کیلئے ان کو لٹریچر، کیسٹ، بینرز، اسٹینڈ اور چھتری وغیرہ بھی مہیا کیئے جا سکتے ہیں۔

تبلیغی اسٹال لگانے کی خواہشمند جماعتیں اسٹال لگانے کی معین تاریخ سے آگاہ فرمائیں تاکہ تمام جماعتوں کیلئے قبل از وقت پروگرام مرتب کیا جا سکے۔ متعلقہ معلومات ۱۵ جنوری ۸۹ء تک فرنکفرٹ مشن میں ارسال کریں۔ (نیشنل سیکرٹری اصلاح وارشاد)

(۲)

گذشتہ سال ۱۹۸۸ء میں ادا کیئے ہوئے چندہ پر ٹیکس ریلیف سرٹیفکیٹ امسال بھی جاری نہیں کیا جا سکا۔ البتہ ۱۹۸۹ میں ادا کیئے جانیوالے چندہ پر ریلیف کی منظوری متعلقہ محکمہ سے آ چکی ہے۔ آئندہ سال ۱۹۹۰ء میں ریلیف سرٹیفکیٹ جاری کیئے جائیں گے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (نیشنل سیکرٹری مال)

(۳)

ایسے احمدی دوست جنہوں نے قانون میں کم از کم L.L.B. کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے وہ اپنے اسماء و ایڈریس اور پریکٹس کی مدت سے خاکسار کو فرنکفرٹ مشن کی معرفت آگاہ فرمائیں۔ (ناز احمد ناصر)

(۴)

جیسا کہ تمام احباب کے علم میں ہے کہ صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر جماعت جرمنی کی مساعی کی نمائش بھی لگائی جائے گی جس میں اہم مواقع مثلاً تبلیغی اور تاریخی نوعیت کی تصاویر اور جماعت کی ترقی کا جائزہ پیش کیا جائیگا۔ خاکسار تمام احباب سے عمومی اور صدران جماعت سے خاص طور پر درخواست کرتا ہے کہ اگر ان کے پاس اس نمائش میں پیش کرنے کیلئے تبلیغی و تاریخی نوعیت کی تصاویر یا دیگر مواد ہو تو فوری طور پر خاکسار کو ارسال کر دیں تاکہ نمائش میں پیش کیا جا سکے۔

لئیق احمد منیر (کولون) سیکرٹری نمائش صد سالہ جشن تشکر

فون:- ۰۲۲۱/۷۱۳۳۰۷

(۵)

جیسا کہ احباب کو علم ہے اس عاجز کے ذمہ "تاریخ جرمنی" کا لکھنا مقرر کیا گیا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل عنوانات کے مطابق اگر آپ کے پاس یا آپ کی جماعت کے کسی فرد کے پاس کسی قسم کی کوئی معلومات ہوں تو وہ اس عاجز کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اس عاجز کا ایڈریس یہ ہے۔

ABDUL BASIT TARIQ, WIECK STR. 24
2000 HAMBURG-54, TEL. 040, 405560.

ا۔ غیر معمولی قربانیاں کرنیوالے احباب کے اسماء اور واقعات کی تفصیل۔ ب۔ مقامی مستورات کی قابل ذکر مساعی اور نمایاں خدمات
ج۔ الٰہی تائید خدا کی مدد اور دوسرے اہم قابل ذکر واقعات
د۔ کسی دوست کے پاس خلفاء کے ایسے خطوط جن میں کوئی تربیتی یا روحانی اصول یا کوئی ایسی نصیحت ہو جو دوسروں کیلئے بھی مفید ہو سکے یا کوئی ایسی ایمان افروز بات جو دوسرے کے فائدہ کا موجب بن سکتی ہو۔ ●●●

صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر
"اخبار احمدیہ" کے خصوصی شمارہ جات
کیلئے قلمی تعاون فرمائیں

اخبار احمدیہ کے "خصوصی" شمارہ جات

صدسالہ جشن تشکر کے سال ادارہ اخبار احمدیہ اپنے بعض خوبصورت اور خصوصی شمارہ جات شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں قارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جشن تشکر کی مناسبت سے اپنے مضامین، نظمیں اور بعض دیگر نگارشات جو اخبار احمدیہ میں شائع ہو سکتی ہیں ارسال فرمائیں۔ ہم اخبار کے خصوصی شمارہ جات کے لیے آپ کے مضامین، نظموں اور آپ کی تجاویز کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اخبار کے ساتھ قلمی معاونت فرمائیں، جس کے ہم منتظر رہیں گے۔ ——— (ایڈیٹر)

بقیہ صہ 29 سے آگے

پھر اگر کوئی نعش لاوارث پڑی ہو اس کو کوئی سنبھالنے والا نہ ہو وہ نعش چاہیے کسی مسلمان کی ہو یا غیر مسلم کی ہو اس نسل انسانی کی نعش کو باعزت طور پر زیر زمین کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے پاکستانی کو پاکستان ہندوستانی کو ہندوستان اسی طرح کسی فرد کی نعش کو اس کے آبائی وطن بھجوانے کی ذمہ داری جماعت پر نہیں ہے۔ ہر فرد خود ہے یا اس کے اقرباء۔ ہاں مخصوص حالات میں جماعت کسی حد تک مدد بھی کرتی ہے۔ صرف اس کی جگہ سوائے جماعت کے اور کوئی نہ ہو۔

خاکسار نے اپنے بزرگ اور مہربان دوست کی بعض کار آمد باتیں عرض کر دی ہیں تا شاید کسی کے کام آسکیں

دعائے مغفرت

۱۔ حضرت دادی جان نور بی بی صاحبہ گذشتہ ماہ ربوہ میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
دادی جان، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

صدسالہ جشن تشکر

کھیلوں کے پروگرام

صدسالہ جشن تشکر کی تقریبات کے سلسلہ میں سپورٹس کمیٹی نے جو پروگرام مرتب کئے ہیں ان کے مطابق ۲۴ مارچ کو احمدی کھلاڑیوں پر مشتمل باسکٹ بال ٹیم کا ایک مقامی جرمن کلب سے نمائشی میچ کھیلا جائے گا۔ علاوہ ازیں ہیمبرگ اور ڈیٹسن باخ کے خدام کراٹے شو اور سائیکل شو کے مظاہرے پیش کریں گے۔ کھیلوں کے ان پروگراموں میں ٹیبل ٹینس کے ایک ٹورنامنٹ کے علاوہ ایک دلچسپ نمائش "انعامات کی نمائش" کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ جس میں اطفال، خدام، انصار اور جماعتی تنظیمیں اپنے جیتے ہوئے انعامات رکھیں گے جو انہوں نے کسی بھی موقع پر حاصل کئے ہوں ان کھیلوں اور پروگراموں میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنیوالوں کو خصوصی انعامات دیے جائیں گے۔

ٹیبل ٹینس کے ٹورنامنٹ میں شرکت کے خواہشمند کھلاڑی ۱۵ فروری ۸۹ء تک بذریعہ خط صدر اسپورٹس کمیٹی معرفت مسجد نور فرانکفرٹ اپنے نام کی رجسٹریشن کروا سکتے ہیں۔ مزید معلومات کیلئے بھی خط لکھ کر راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ آپکی طرف سے تجاویز اور تعاون کا خیر مقدم کیا جائے گا۔

(چوہدری محمد شریف خالد، نائب امیر)

العزیز کے سب بچوں کی دایہ ماں تھیں۔ (صابر حنیف)

۲۔ مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب آف KELSTERBACH مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۸۸ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پاگئے۔ مرحوم جماعت احمدیہ جرمنی کے انتہائی مخلص اور مستعد انصار میں سے تھے۔

احباب جماعت سے مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مجھے آپ کی تلاش ہے!

کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے، آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔ آپ کہاں ہیں؟ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے گھر میں، اپنے دل میں!! ——— (حضرت المصلح الموعودؓ کے طویل اقتباس سے ایک حصہ)

قائدین مجالس اور خدام بھائیوں کو نیا سال مبارک ہو

تمام قائدین مجالس اور جملہ خدام بھائیوں کو صد سالہ اظہار تشکر کا سال مبارک ہو! ۱۹۸۹ء کا سال وہ تاریخی سال ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے قیام پر سو سال کا عرصہ پورا ہو رہا ہے۔ تمام قائدین مجالس سے التماس ہے کہ اس تاریخی موقع پر مرکز کی طرف سے آمدہ ہدایات میں منعقد ہونے والی خصوصی تقریبات اور دیگر پروگراموں میں تمام خدام کو دلی جوش اور جذبے کیساتھ شامل کرنے کیلئے تیار کریں اور ان پروگراموں کو کامیاب بنائیں۔ یاد رکھیں کہ یہ مبارک تاریخی سال جہاں بے پناہ خوشیاں اپنے ہمراہ لا رہا ہے وہاں یہ سال ہم پر عظیم ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے، آئیے اس سال کے آغاز کے موقعہ پر ہم ان ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے یہ عہد کریں کہ ہم اپنی کوتاہیوں کو دور کرتے ہوئے محنت، لگن شوق اور دلی جذبے اور ولولے کیساتھ اپنی تمام قوتیں اور استعدادیں دین اسلام کی سربلندی کیلئے بروئے کار لائیں گے اور اپنے اوپر عائد ہونیوالی ذمہ داریوں سے غفلت نہ برتیں گے اور پوری ہمت اور طاقت کیساتھ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو تمام عالم پر لہرانے کیلئے کمربستہ ہو جائیں گے، خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہمیں اپنے عہد وفا پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(فلاح الدین خان ، نیشنل قائد مغربی جرمنی)

متوقع منظوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

فہرست نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی

برائے سال ۸۹-۱۹۸۸ء

۱۔ مقصود الحق صاحب نائب نیشنل قائد و نیشنل معتمد
TEL. 069 234819

۲۔ خالد شہزاد صاحب، نیشنل ناظم عمومی و ایڈیشنل معتمد
TEL. 069 688003

۳۔ محمد اسحاق سلیمان صاحب نیشنل ناظم اصلاح وارشاد
TEL. 06074 32489

۴۔ مغفور احمد صاحب نیشنل ناظم اشاعت
TEL. 069 683008

۵۔ احسن سلطان محمود صاحب نیشنل ناظم تعلیم و تربیت
TEL. 06103 35216-17

۶۔ عرفان احمد صاحب نیشنل ناظم مال و تحریک جدید
TEL. 06103 35481

۷۔ عبد الباسط گردیزی صاحب نیشنل ناظم اطفال و محاسب
TEL. 06078 6235

۸۔ رانا سعید احمد خان صاحب نیشنل ناظم خدمت خلق
TEL. 069 787265

۹ محمد یعقوب صاحب نیشنل ناظم تجنید و صنعت و تجارت

۱۰۔ رفیق اختر روزی صاحب نیشنل ناظم صحت جسمانی

۱۱۔ مبارک احمد صاحب کاہلوں ، نیشنل ناظم وقار عمل
TEL. 06258 51895

اطفال الاحمدیہ کا صفحہ

پیارے بچو! آپ کو نیا سال مبارک ہو۔ آپ کو پتہ ہے کہ یہ نیا سال آپ کے لیئے بہت سی خوشخبریاں لے کر آیا ہے۔ جماعت احمدیہ اسی سال اپنے قیام کے سو سال پورے کر رہی ہے۔ ہم اسے صد سالہ جوبلی کا سال بھی کہتے ہیں یعنی عنقریب ہماری جماعت دوسری صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ دنیاوی جماعتیں ایسے موقعوں پر خوشیاں مناتی ہیں مٹھائیاں تقسیم کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو مبارک باد، پیش کرتی ہیں اور بعض اوقات اپنے آپ کو بھول کر غلط قدم بھی اٹھا لیتی ہیں۔ اس کے مقابل روحانی جماعتوں کا طریقِ کار بالکل مختلف ہوتا ہے۔ وہ سب سے پہلے اپنے پیدا کرنیوالے رب کا شکر ادا کرتی ہیں اس کی حمد کے گیت گاتی ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاتی ہیں کہ اس نے محض اپنے خاص فضل سے یہ سنہری موقع عطا کیا۔ اس کے بعد وہ اپنی کمزوریوں پر نگاہ ڈالتی ہیں ان کو دور کرنیکا عزم کرتی ہیں، اپنی غلطیوں پر نادم ہوتی ہیں اور آئندہ ایسی غلطیوں سے اجتناب کرنیکی کوشش کرتی ہیں، پھر وہ ایسے پروگرام بناتی ہیں جس سے اس کے مشن کو ترقی ہو جس مقصد کیلئے وہ جماعت قائم کی جاتی ہے اسے حاصل کرنے کے لیئے تن من دھن سے سرگرم عمل ہو جاتی ہیں،

میرے ننھے منے ساتھیو! آج ہم پر بھی یہی وقت آیا ہے کہ ہم ایک بار پھر غور کریں کہ ہم نے کیا کھویا کیا پایا۔ کہیں ہم اپنے مقصد کو بھول کر دور تو نہیں چلے گئے۔ ہاں مجھے یاد آیا کہ میں آپ سے دریافت کروں کہ آپ کا اس جماعت میں شامل ہونے کا مقصد کیا ہے، چلو میں خود ہی بتا دیتا ہوں، اصل میں ہمارا مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے دین کا غلبہ تمام دنیا پر ہو جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لوگ پہچان لیں، اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں حضرت امام الزمان کو شناخت کرنیکی توفیق دی۔ ہمیں اپنی پیاری جماعت میں داخل کیا اب اس نعمت کا شکر تو اس وقت ہی ادا ہو سکتا ہے کہ ہم اس پیغام محبت کو دوسروں تک پہنچائیں، ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر کوئی داعی الی اللہ بن جائے۔ آپ میں سے کتنے ہیں جو سچے دل سے اس آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں اور پھر صحیح مع داعی الی اللہ بھی بن گئے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا کہ یہ پیغام ہم نے اسکول میں اپنے ہم جماعت کو پہنچایا، کسی قریبی کو دیا اور کسی عزیز کو سنایا۔

کیا آپ کو جنگِ بدر کے ان دو بچوں کا حال معلوم نہیں کہ جنہوں نے باوجود کم عمری کے اسلام کے سب سے بڑے دشمن کو تہ تیغ کیا تھا۔ کیا آپ دلوں کو مسخر کرکے یہ کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ یقیناً دے سکتے ہیں۔ آج آپ میں بھی روح بلالی پیدا ہو سکتی ہے بشرطیکہ آپ کمر ہمت کس لیں اور اس ملک کے بچے بچے تک اسلام کے پیغام کو پہنچائیں۔ اور حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی دینی تبلیغی مساعی کا ذکر کریں اور دعا کیلئے درخواست عرض کریں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ پر کتنے بے شمار فضل نازل فرماتا ہے۔

۔ عبدالباسط گردیزی ۔

سوونیئر کی اشاعت

یہ سال صد سالہ جشن تشکر کا سال ہے اور اس سال کے دوران صد سالہ جوبلی کمیٹی کی طرف سے باتصویر سوونیئر شائع کیا جائیگا۔ وہ احباب جن کے پاس تاریخی اور نادر تصاویر موجود ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ ایسی تصاویر عاریتاً خاکسار کے نام فرنکفرٹ مشن کی معرفت ارسال کریں۔ تصاویر ان کو بعد میں واپس بھجوا دی جائیں گی۔

تصویر موصول ہونے پر ہر تصویر کی رسید متعلقہ دوست کو ارسال کی جائیگی۔

——— عرفان احمد خاں ۔ م

عہدیداران لجنہ اماء اللہ

عہدیداران نیشنل لجنہ جرمنی کے نام اور ٹیلیفون برائے استفادہ کیلئے درج ذیل ہیں (نیشنل صدر)

عہدہ	نام	ٹیلیفون
نیشنل صدر	کوثر شاہین ملک	069-347665
نائب نیشنل صدر	مریم ناز صاحبہ	069-5072112
جنرل سیکرٹری	فوزیہ لوزی صاحبہ	069-7894819
سیکرٹری تربیت	حمیرہ بریچہ یا انس صاحبہ	069-539530
" تعلیم	منور ناصرہ واکس ہوڈ صاحبہ	06152-82371
" تربیت	امتہ الحئی نجم السحر صاحبہ	069-502930
" مال	تنویر گردیزی صاحبہ	069-502930
" ناصرات	طلعت عبدالرحیم احمد	06074-42733
" تجنید	عقیلہ شمس صاحبہ	069-5482585
" اشاعت	منصورہ الیاس صاحبہ	06074-82341
" اصلاح وارشاد	نرگس رحمن صاحبہ	069-781311
" وصیت	طیبہ گیلانی صاحبہ	069-685893
" تحریکات	امتہ الباسط لطیف صاحبہ	06108-77420
" خدمت خلق	منیرہ مقصود صاحبہ	069-341469
" وقار عمل	جمیلہ احمد صاحبہ	069-594197
" مصباح	فائقہ یوسف صاحبہ	069-6702078
" ضیافت	مبارکہ اشرف صاحبہ	06074-50095
" صحت جسمانی	فرخ مبشرات صاحبہ	069-347665
انچارج لائبریری	شمیم امینی صاحبہ	069-385135

قابلِ تقلید مثال

مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب طاہر آف Karlsruhe کے بیٹے عزیزم علیم احمد طاہر نے چار سال پانچ ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ الحمدللہ۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو یہ اعزاز مبارک کرے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے

اسکول بھر میں اوّل انعام

مکرم محمد یوسف صاحب آف Mannheim کے بیٹے عزیزم عمران یوسف نے آٹھ سال کی عمر میں اسکول کی سالانہ کھیلوں میں حصہ لیا اور سائیکل ریس میں اسکول بھر میں اول آکر سائیکل ٹرافی اور سند حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ عزیزم کو یہ اعزاز مبارک کرے

ولادت:- مکرم صلاح الدین صاحب قمر آف GERLINGEN کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ جولائی کو بیٹے سے نوازا ہے۔ ازراہ شفقت حضور اقدس نے طٰہٰ احمد نام تجویز فرمایا ہے۔

- مکرم بشارت احمد صاحب محمود مبلغ مشن میونخ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲ ستمبر ۸۸ء کو بچی سے نوازا ہے ازراہ شفقت حضور اقدس نے بچی کا نام وجیہہ محمود تجویز فرمایا ہے۔
- مکرم بشیر احمد شاد آف OBERDORF کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ یکم نومبر ۸۸ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور اقدس نے ازراہ شفقت بچے کا نام اسامہ شاد تجویز فرمایا ہے مکرم شاد صاحب نے بچے کو تحریک وقف نو کے تحت وقف کر دیا ہے ـــــ بچے کے خادم دین ہونے کیلئے دعا کریں

جماعتِ احمدیہ مغربی جرمنی کی ساتویں "مجلس شوریٰ"

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس مرتبہ جماعت جرمنی کی سالانہ مجلس شوریٰ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ بجٹ آمد و خرچ اور مالی امور سے تعلق رکھتا ہے جبکہ دوسرے حصہ کا تعلق اصلاح وارشاد، تعلیم و تربیت اور متفرق امور سے ہے۔ مجلس شوریٰ (حصہ اول) بجٹ آمد و خرچ اور مالی امور ۷-۸ اپریل ۸۹ کو اور مجلس شوریٰ حصہ دوم ۳-۴ جون ۱۹۸۹ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگی۔ جگہ کے تعین ہونے پر احباب کرام کو مطلع کر دیا جائے گا۔

(سیکرٹری شوریٰ)

جماعت مغربی جرمنی کیلئے

۱۹۸۹ء کے دوران اہم تقریبات

۲۸ جنوری	پہلا یوم تبلیغ
۲۵ فروری (بمطابق ۲۰ فروری)	یوم مصلح موعودؓ برائے احباب، ۲۶ فروری یوم مصلح موعودؓ برائے مستورات
۲۲ مارچ	نماز تہجد باجماعت / نفلی روزہ بسلسلہ جشن تشکر
۲۳ مارچ	نماز تہجد باجماعت / یوم مسیح موعودؑ برائے احباب
۲۴ مارچ (بمطابق ۲۳ مارچ)	یوم مسیح موعودؑ برائے مستورات
۲۵ مارچ	جشن تشکر کے پروگرام جاری رہیں گے۔
۷، ۸ اپریل	مجلس شوریٰ
۱۰ اپریل	آغاز رمضان المبارک (اندازاً)
۱۵ اپریل	جلسہ سیرۃ النبیؐ (برائے احباب)
۱۶ اپریل	جلسہ سیرۃ النبیؐ (برائے مستورات)
۲۹ اپریل	دوسرا یوم تبلیغ
۹ مئی	عیدالفطر (اندازاً)
۱۲، ۱۳، ۱۴ مئی	جوبلی جلسہ جماعت جرمنی
۲۷ مئی	یوم خلافت (برائے احباب)
۲۸ مئی (بمطابق ۲۷ مئی)	یوم خلافت (برائے مستورات)
۳، ۴ جون	مجلس شوریٰ
۸، ۹ جولائی	اجتماع انصار اللہ جرمنی
۱۹ جولائی	عیدالاضحیٰ (اندازاً)
۲۸، ۲۹، ۳۰ جولائی	جوبلی جلسہ انگلستان
۸ اگست	تیسرا یوم تبلیغ ، ۴ تا ۱۱ اگست تربیتی کیمپ (اطفال)
۱۱ تا ۱۷ اگست	تربیتی کیمپ (ناصرات)
۱۵، ۱۶، ۱۷ ستمبر	یورپی اجتماع خدام الاحمدیہ (جرمنی میں منعقد ہوگا)
۷ اکتوبر	چوتھا یوم تبلیغ ، ۲۸ اکتوبر جلسہ سیرۃ النبیؐ (احباب)
۲۹ اکتوبر	جلسہ سیرۃ النبیؐ (مستورات)، ۲۳ تا ۲۹ دسمبر تربیتی کلاس۔

الفضل کے دوبارہ اجراء پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا خصوصی پیغام

صبحِ نو کی بشارت اور دعاؤں کی تلقین

جماعت احمدیہ نے تکلیفوں کا جو لمبا زمانہ بڑے صبر سے برداشت کیا ہے اور ابتک برداشت کرتی چلی جارہی ہے اس سے بکثرت احمدیوں کو جو اصلاح نفس کی توفیق ملی ہے اور تعلق باللہ میں اضافہ ہوا ہے وہ بلا شبہ اس ابتلاء کا ایک عظیم پھل ہے ۔ مگر میں اللہ کی رحمت سے بھاری امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالےٰ اس ابتلاء کی یہ رات جلد ختم ہوگی اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی ایک نئی صبح ضرور طلوع ہوگی ۔ کچھ لوگ بہرحال کوشش کریں گے کہ اس راہ میں روڑے اٹکائیں اور دن کا راستہ روک دیں مگر

ع بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے ؟

ابتلا کے اس نہایت تکلیف دہ دور نے جہاں ہمیں خدمتِ دین کی نئی نئی راہیں دکھائیں اور اصلاحِ نفس کے نئے نئے طریق سمجھائے اور ہم نے خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط تر ہوتے ہوئے دیکھا وہاں بلاشبہ دنیا کے ہر قسم کے مظلوموں کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر ہمدردی کے جذبات ہمارے دلوں میں پیدا ہوئے اور آج ہم پہلے سے بڑھ کر بنی نوع انسان کی سچی اور گہری ہمدردی اپنے دل میں پاتے ہیں ۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نئے دور میں ہمیں حقوق اللہ و حقوق العباد کو پہلے سے بڑھ کر ہمت اور طبعی جوش کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دینے والے ہوں اور کبھی ظالموں کیساتھ ہمارا شمار نہ ہو ۔ الفضل جس صبح صادق کا پیغام لیکر آج آپکے ہاتھوں تک پہنچا ہے اللہ تعالیٰ اسے جلد تر روزِ روشن میں تبدیل فرمادے اور تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حقانیت کے نور سے روشن ہو جائے ۔ آج کے دن خدا تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر کے ساتھ اسیرانِ راہِ مولیٰ کو بھی اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں اور ان کے تعلق میں دنیا بھر کے مظلوموں اور اسیروں کو بھی یاد رکھیں ۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے عزیز ملک سے ہر قسم کی ظالمانہ پابندیاں اٹھا دے اور خدا تعالیٰ نے ہر انسان کو جو صلاحیتیں بخشی ہیں ان کو زنجیریں پہنانے والوں کے ہاتھ شل کردے اور اپنی قدرت کے قوی جھٹکے سے ان زنجیروں کو توڑ دے اور اہل پاکستان ہی کو نہیں تمام بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے حقیقی آزادی نصیب کرے ۔ ان کے اجسام کو ہر قسم کی آمریت کے تسلّط سے اور ان کی روحوں کو ہر نوع کے شرک اور شر کے غلبہ سے دائمی نجات بخشے ۔ (آمین) خدا کرے کہ اب ہر دن ہمارے لیے نئی خوشیاں لیکر طلوع ہو اور ہر رات رضائے باری کی نئی اور دائمی لذتیں لیکر آئے ۔ آپ سب کو الفضل کی اشاعت نو مبارک ہو ۔ (آمین)

والسلام خاکسار **مرزا طاہر احمد**

(امام جماعت احمدیہ)

Herausgeber: Ismail Noori · Verlag: Der Islam · Nuur-Moschee · Babenhäuser Landstr. 25 · 6000 Frankfurt/Main 70
Telefon: (0 69) 68 14 85 · Telex: 416187 islam d · Telegramm-Adresse: »ISLAM« Frankfurt/Main